www.novelsclubb.com
arts
نفس
از قلم سمائکہ تنویر
IG / FB: NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

نفس

از قلم

سمائکہ تنویر

www.novelsclubb.com

قسط نمبر :1

کوئی خاموش زخم لگتی ہے

زندگی ایک نظم لگتی ہے

بزمِ یاراں میں رہتا ہوں تنہا

اور تنہائی بزم لگتی ہے

اپنے سائے پہ پاؤں رکھتا ہوں

چھاؤں چھالوں کو نرم لگتی ہے

چاند کی نبض دیکھتا ہوں میں

رات کی سانس گرم لگتی ہے

یہ روایت کہ درد مہکے رہیں

www.novelsclubb.com

دل کی دیرینہ رسم لگتی ہے

ایک بچے کی ہنسی کتنی پیاری ہوتی ہے نہ، ہر قسم کے خوف اور پریشانی سے خالی، میٹھی سی کانوں میں رس گھول دینے والی، اس وقت ایسی ہی ہنسی اسلام آباد کے ایک گھر میں بھی سنائی دے رہی تھی۔ یہ ایک مڈل کلاس سیکٹر تھا جہاں پر سارے گھر ایک ہی سیدھ میں بنے تھے۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور آسمان ہلکا جامنی ہو رہا تھا۔ دوسری منزل پہ موجود ایک کھڑکی، جو کہ باہر کی طرف کھلتی تھی وہاں سے اندر جھانکو تو کمرے میں اندھیرے کے باعث لائٹس آن کر دی گئی تھیں جن کی روشنی سفید رنگ کی دیواروں سے ٹکراتی کمرے کو مزید روشن کر رہی تھی۔ ایسے میں ایک طرف رکھے ڈبل بیڈ پہ موجود دو افرا اپنی ہی دنیا میں گم نظر آتے تھے۔

"کون ہے یہ چھوٹی سی پری ہاں کون ہے۔" حلیمہ صداقت اپنی چندماہ کی بچی کو ہنساتے ہوئے پوچھ رہی تھی،اور وہ سبز آنکھوں والی چھوٹی سی گڑیا کھلکھلا کر ہنس دیتی۔

"حلیمہ نیچے آؤ بات سنو۔" وہ جو اپنے کاموں سے فارغ ہو کر ابھی ہی اپنی بیٹی کے پاس بیٹھی تھی نصرت کی آواز پہ ایک لمبی سانس بھرتی رہ گئی۔

"میری جان میں ابھی آئی۔" چھوٹی سی گڑیا کو بستر پہ لیٹا کر وہ اسے سفید رنگ کے کپڑے سے لپیٹنے لگی اور خود اپنی جگہ سے اٹھ کر باہر آگئی۔

www.novelsclubb.com

یہ گھر چار منزلہ تھا۔پہلی منزل پہ پھیلا بڑا سا لاؤنج جس کے ایک طرف اوپن کچن کے سامنے بیٹھی نصرت اور عابدہ سبزیاں کاٹنے میں مصروف تھیں۔یہ والا پورشن نصرت کا تھا جبکہ دوسرا حلیمہ کا اور تیسرا انورالعین کو ملا تھا۔تیسری منزل کی سیڑھیاں ایک بڑے سے چھت کی طرف کھلتی تھیں۔

اس وقت حلیمہ صداقت اپنے کمرے سے نکل کر نیچے جارہی تھی جہاں عابدہ محبوب اور نصرت اس کی منتظر تھیں۔

"جی آپ نے بلایا۔"، حلیمہ نے اپنے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا، وہ ایک ۲۵ سال کی لڑکی تھی، بڑی بڑی سبز آنکھیں، سفید بے داغ چہرا، گلابی ہونٹ، بھرے بھرے گال، سیدھی ناک اور بھورے لمبے بال جو ڈھیلے جوڑے کی سورت باندھے گئے تھے۔

"ہاں یہ تم کیا سارا دن اپنے کمرے میں بند بیٹھی رہتی ہو، ابھی مناز لوگ آنے والے ہیں اور اتنا کام پڑا ہے" نصرت کی آواز کافی رعب دار تھی لیکن ان کی آواز میں ناطنز تھا نا غصہ۔ نصرت ماجد ایک چالیس سال کی سانولی مگر پیارے نقوش والی عورت تھیں، لمبا قد اور کھڑی ناک کی وجہ سے ان کے وجود میں ایک رعب سا تھا۔

"جی وہ میں آئرہ کے ساتھ۔۔۔"

"ہاں ہاں مجھے پتہ ہے پر وہ اب پورے چار ماہ کی ہے، ہر وقت اس کے سر پہ سوار رہنے کے بجائے گھر کے کام میں ہی مدد کر دو۔" انہوں نے چھری چلاتا ہاتھ روکا اور اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ حلیمہ جانتی تھی کہ فالحال بحث فضول ہے اس لئے وہ خاموشی سے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

عابدہ بغور دونوں کو دیکھتی رہیں پر بولی کچھ نہیں۔ کافی دیر کی خاموشی کے بعد انہوں نے نصرت سے نور العین کا پوچھا جو صبح سے گھر میں نظر نہیں آئی۔

"وہ تو احمد بھائی کے ساتھ نکلی تھی، کہہ رہی تھی کوئی کام ہے۔" نصرت نے انہیں نور کے بارے میں بتایا۔ ساتھ ہی کٹی ہوئی سبزی اٹھاتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور حلیمہ کو ساتھ کچن میں آنے کا اشارہ کیا۔

"حسام اور صالح کے لئے الگ سے سویٹ ڈِش رکھ دینا۔ انہوں نے باقاعدہ فرمائش کی تھی۔" حلیمہ کٹی ہوئی سبزیاں دھو رہی تھی جب نصرت نے اسے تاکید کی۔

"یہ تو بہت کم ہے پہلے ہی۔" حلیمہ نے جب ساتھ پڑی کھیر اور فروٹ چاٹ دیکھی جو پہلے ہی اسے کافی کم لگ رہی تھی تو بولے بنا نہ رہ سکی۔

"میرے بچوں نے مجھ سے فرمائش کی ہے اور ویسے بھی کوئی اتنا نہیں کھائے گا۔ تم ان دونوں کے لئے تھوڑی سی نکال کے سائڈ پہ کر دو۔" نصرت کے لئے ان کی بچوں کی فرمائش زیادہ ضروری تھی۔

"جی میں نکال دیتی ہوں۔" حلیمہ کبھی کبھی ان کے انداز پہ حیران ہوتی تھی۔ ایسی بھی کیا آفت آگئی جوان کے بچوں کے لئے دوبارہ نہیں بن سکتا یہ سب۔ وہ سر جھٹکتی اب ایک ایک پیالا نکالنے لگی۔

جب وہ نیچے سارے کام نپٹا کر اوپر آئی تو آئرہ سلیم ویسے ہی بستر پہ لیٹی چھت کو دیکھ رہی تھی۔ نا جانے کمرے کی چھت پہ ایسا کیا ہوتا تھا کے بچے ایک نظر دیکھیں تو بس دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں۔

"میرا بچہ تنگ تو نہیں ہوا نہ؟" وہ اپنے گیلے ہاتھ ڈوپٹے سے صاف کرتی اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔اسے دیکھتے ہوئے حلیمہ کو احساس ہوا کہ آئرہ اپنی عمر کے بچوں کی طرح زیادہ روتی نہیں تھی اور نا ہی اکیلے چھوڑ جانے پہ وہ اسے تنگ کرتی تھی۔اسے جہاں لیٹاؤ وہ خاموشی سے ایک جگہ کھیلتی رہتی بس بھوک کے وقت شور کرتی لیکن اس کے باوجود ان کی بیٹی صبر والی ثابت ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

۱۹ مارچ ۲۰۲۱

یہ بہار کی ایک ٹھنڈی صبح تھی۔سورج تھوڑی دیر پہلے ہی طلوع ہوا تھا جو اندھیرے میں روشنی کی کرنیں بکھیرتا صبح کو خوش آمدید کہہ رہا تھا۔ایسے میں ہم دوبارہ اسلام آباد کے اسی گھر کی طرف جاتے ہیں جہاں اس وقت صبح کے ناشتے کی خوشبو ہر طرف پھیلی تھی۔حلیمہ صداقت کچن میں موجود اس وقت اپنے بچوں

کے لئے ناشتا تیار کر رہی تھیں اور ساتھ ساتھ آوازیں دیتی انہیں اٹھانے کی ناکام کوششوں میں لگی تھیں۔ وہ آج سے اٹھارہ سال پہلے والی حلیمہ صداقت نہیں لگتی تھیں۔ بال جڑوں سے سفید ہو گئے تھے، آنکھوں کے نیچے ملقے اور جسامت تھوڑی بھاری ہو گئی تھی، البتہ چہرے کا نور آج بھی ویسا ہی تھا۔

"اٹھ جاؤ کب تک سوئے پڑے رہو گے دونوں۔" ان کی آواز پورے گھر میں گونجتی پر ان کے بچوں کے کانوں سے ٹکرا کر واپس آجاتی تھی۔ بھلا ماں کی پہلی آواز پہ بھی کوئی اٹھا ہے؟

ابھی تھوڑی دیر گزری ہی تھی کہ ناشتا رکھ کر حلیمہ ان کے کمرے میں آ گئیں۔

"اگلے دومنٹ کے اندر اگر تم لوگ نہیں اٹھے تو پھر ایک جوتا ہو گا اور تم دونوں۔"

ان کی دھمکی پہ آئرہ سلیم کی آنکھ کھل گئی۔ "یار ماما کیا ہے، ابھی تو سوئی تھی میں"

آئرہ بمشکل نیند میں بڑبڑائی۔

www.novelsclubb.com

ساتھ ہی دوسرے بستر پہ مجود ھادی کی غنودگی میں ڈوبی آواز بھی آئی، "ماما بس پانچ منٹ اور۔" وہ کروٹ بدلتے ہوئے بولا۔

"دو سیکنڈ!!" وہ اونچا سا بولتی باہر کھانے کے میز پہ جا کر بیٹھ گئیں۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں بھی ناشتے کی میز پہ پہنچ گئے تھے، آئرہ سترہ سال کی پیاری سی لڑکی تھی، ہو بہو اپنی ماں کی طرح، ویسی ہی بڑی بڑی سبز آنکھیں جن کی چمک دیکھنے والے کو تھوڑی دیر کے لیے لاجواب کردے۔ ویسا ہی سفید بے داغ چہرہ، بھرے ہوئے گال اور سیدھی ناک، ہونٹ بھی لال گلابی نظر آتے۔

دوسرے لفظوں میں آپ آئرہ سلیم کے اندر اس کی ماں کا عکس دیکھ سکتے تھے۔

جبکہ عبدلھادی اپنے باپ سلیم ملک کی کاربن کاپی تھا۔ تیرہ سال کا صاف رنگت اور پرکشش نقوش کے ساتھ ھادی قدرے بھاری جسامت والا بچہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہے یار ماما، آج بھی وہی سبزی۔" ھادی میز پہ بیٹھتے ہی اپنی شکایتوں کی چک چک شروع کر چکا تھا جس کو باقی افراد ایک کان سے سن کے دوسرے سے نکال دیا کرتے تھے۔

"موٹے کھانا خاموشی سے کھاؤ" آئرہ اپنی پلیٹ میں سبزی ڈالتے ہوئے بولی۔

"تم سے بات نہیں کر رہا میں اچھا۔" ھادی کو تو جیسے اس کے بولنے سے ہی چڑ تھی۔ منہ بنائے وہ اپنی ماں کو دوبارہ شکایتی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"کبھی شکر بھی ادا کیا کرو، اُن سے جا کے پوچھو جن کو یہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔" ماں کا وہی روایتی ڈائلوگ سن وہ بھی چپ چاپ کھانے لگا۔

"ویسے ماما، بابا کب آئیں گے؟" آئرہ نے عام سے انداز میں پوچھا۔ اس کی نظریں ہاتھ میں پکڑے موبائل پہ تھیں۔

"یہ تم اس باپ کی جان چھوڑو نا پہلے پھر بتاتی ہوں۔" انہوں نے اس کے موبائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو آئرہ کے چہرے پہ شرارت بھری مسکراہٹ ابھری۔

"آپ کو پتہ ہے اس باپ کے ذریعے ہی آپ آج کل میرے بابا سے بات کرتی ہیں۔اس کی جان چھوڑ دی تو اپنے شوہر سے کیسے بات کریں گی آپ؟" وہ اتنے سادہ لہجے میں پوچھ رہی تھی کہ حلیمہ کو مزید غصہ چڑھا۔

"یہ تمہاری زبان جتنی چلتی ہے نہ اتنے اگر ہاتھ چلتے تو میری زندگی کچھ آسان ہو جاتی" وہ ہمیشہ دہرائے جانے والی بات دوبارہ کرنے لگیں۔

"یار ماما اس کے ہاتھ تو چلتے ہیں، لیکن صرف مجھ پر" پاس بیٹھا ھادی بھرے ہوئے منہ کے ساتھ بولا۔

"پہلے کھانا تو کھالو موٹے پھر بات کرو" وہ اسے ایک گھوری سے نوازنے کے بعد دوبارہ موبائل کی طرف متوجہ ہو گئی.

www.novelsclubb.com

"آئزہ اب اگر تم نے اسے نار کھانہ تو کھاؤ گی مجھ سے ایک" حلیمہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔ آئزہ کو احساس ہوا تو اس نے بھی نا چاہتے ہوئے موبائل رکھ دیا۔

"اچھا آپ تو سیر یس ہی ہو جاتی ہیں" وہ جو پہلے خاموشی سے کھا رہی تھی اب ھادی کی طرح بے دلی سے بس دو نوالے ہی لے سکی۔

"ماما آپ نے بتایا نہیں بابا کب آئیں گے" تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اس نے دوبارہ پوچھا۔

"یہ تمہیں آج بابا کی اتنی یاد کیوں آ رہی ہے؟" حلیمہ نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا تو آئزہ نے چہرے پہ ڈھیروں معصومیت سجالی۔

"بابا ہیں میرے اب یاد تو آتی ہے نہ"

"بیٹا آپ کو بغیر کسی وجہ کے کسی کی یاد نہیں آتی ہے" انہوں نے کچھ کچھ سمجھتے ہوئے کہا تو آئزہ مصنوعی خفگی لئے انہیں دیکھنے لگی۔

"اف ماما آپ کونہ سی آئی ڈی میں ہونا چاہیئے، وہ اے سی پی کی طرح کچھ ناکچھ تو گڑ بڑ ہے والا ڈائلوگ آپ کے لئے ہی لکھا گیا ہے" اس کی بات پہ حلیمہ ہنس دی۔

"ماں ہوں تمہاری، جانتی ہوں تمہیں بہت اچھے سے" انہوں نے تمہیں پہ زور دیتے ہوئے کہا۔

"پتہ ہے مجھے۔ پر ماما پلیز، بابا سے منگوانے دیں نہ اس بار" اسے اندازا ہو گیا تھا کے ماں سے نہیں چھپ سکتی کوئی بھی بات۔

"نہیں آئرہ، بہت فضول خرچی کرواتی ہو تم، اور یہ ابھی کچھ مہینے پہلے ہی موبائل لیا ہے تم نے اب نیا تب ہی ملے گا جب یہ خراب ہوگا" انہوں نے دوٹک لہجے میں کہا۔

"یار ماما مجھے نیا ماڈل چاہیئے نہ آپ۔۔۔"

"تم پھر سے فون منگوا رہی ہو؟" ھادی ایک دم سے بیچ میں بولا جو کافی دیر سے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ بات کیا ہو رہی ہے۔

"ایک تو موٹے تم بیچ میں پہلے بول لو" آئرہ کو اس پہ شدید غصہ آیا، یا شاید غصہ کسی اور بات کا تھا جو اس پہ نکل گیا۔

"تم کیوں نیا فون لو گی؟ مجھے ملنا چاہئے اب موبائل" ھادی نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے آخری جملہ ماں کو دیکھ کے کہا۔

"انسان بن جاؤ تم دونوں، کوئی نیا فون نہیں آ رہا" حلیمہ نے بات ختم کرنا چاہی پر ھادی نے تو جیسے سنا ہی نہیں، "ماما مجھے موبائل چاہئے، اس کے پاس تو پہلے سے ہی ہے نہ" اس نے آئرہ کی طرف اشارہ کیا تو آئرہ نے اسے ایسے دیکھا جیسے ابھی کھا جائے گی۔

"ھادی کالج سے پہلے نو موبائل،اور آئرہ اب تم دوبارہ فون کا نام مت لینا۔یہ جو پہلے ہاتھ میں ہے نا اسے استعمال کرو کچھ سال" حلیمہ بات ختم کر کے اٹھ گئی اور ساتھ ساتھ برتن اٹھانے لگیں۔

"جلدی کرو دونوں اب،لیٹ ہو جاؤ کے اسکول اور کالج کے لئے" وہ برتن لے کر اندر چلی گئیں اور باہر بیٹھے وہ دونوں ایک دوسرے کو گھورنے لگے۔

☆☆☆☆☆

یہ گرلز کالج کا منظر تھا جہاں وہ کلاس بریک میں باہر گراؤنڈ میں بیٹھی گھاس کو جڑوں سے نوچ رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے،خاموش کیوں ہو آج" سامیہ نے لیز کے پیکٹ سے چپس نکالتے ہوئے پوچھا۔تیز بھوری آنکھیں آئرہ پہ جمائے وہ اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی۔اس کے سوال پہ وہ بس ایک گہری سانس بھرتی رہ گئی،

www.novelsclubb.com

"ہونا کیا ہے، وہی اماں کی زِد۔" پھولے ہوئے منہ کے ساتھ وہ جڑوں سے گھاس کو اکھاڑتے اپنی گود میں رکھ رہی تھی۔

"چھوڑ دو نہ پھر تم بھی بات کو، صحیح ہی کہہ رہی ہیں وہ۔" سامیہ اپنے مخصوص انداز میں کہنے لگی۔

"تم نہیں سمجھو گی۔" وہ اُداس لگتی تھی۔

"میں نہیں سمجھوں گی تو اور کون سمجھے گا؟" سامیہ تو جیسے بُرا ہی مان گئی۔

"ارے میرا وہ مطلب نہیں تھا یار" وہ اور زیادہ چڑ چڑی ہوئی۔

"اچھا مزاکھ کر رہی تھی، خفا کیوں ہو رہی ہو۔" سامیہ اپنی چال اُلٹی پڑتی دیکھ بات گول کر گئی۔

"ویسے عالیہ کے بارے میں سنا تم نے؟" کچھ یاد آنے پہ اس نے دوبارہ آئرہ کی طرف دیکھا جواب اپنی گود جھاڑ رہی تھی۔

"کیا؟ میں نے تو کچھ نہیں سنا ہے۔" اس کے سوال پہ سامیہ خالی لیز کا پیکٹ بیگ میں ڈالتے ہوئے اسے بتانے لگی۔ "عالیہ کا نکاح طے ہو گیا ہے، اور ایک دو مہینے تک شاید شادی بھی ہو جائے۔" سامیہ کے لہجے میں حسرت تھی۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے اسے ابھی تو کالج شروع ہوا ہمارا" شادی کے نام پہ اس کا دل ہی برا ہو گیا۔ اسے جلدی شادیاں نہیں پسند تھیں آئرہ کے نزدیک جب تک لڑکا لڑکی میچور نہ ہوں تب تک ان کی شادی کرنا بے وقوفی ہے۔

"یار چھوڑ میں نے سنا لڑکا باہر ہوتا ہے" سامیہ تو جیسے سن ہی نہیں رہی تھی،

"لو جی، اب تو پھر عالیہ اس کی راہ دیکھتی ہی رہ جائے گی تم دیکھنا۔" آئرہ کی ناپسندگی اور بڑھ گئی۔

"کون کس کی راہ دیکھ رہا ہے، مجھے بھی بتاؤ"

آواز پہ آئرہ نے سر اُٹھا کے دیکھا۔ سامنے سیاہ گاؤن میں ملبوس شہد جیسی آنکھوں والی ملیشا اسے مسکرا کے دیکھ رہی تھی۔ آئرہ کے چہرے پہ بھی ایک نرم سی مسکراہٹ آگئی۔ ملیشا سنہری گندمی رنگت کی لڑکی تھی۔ چھوٹی چھوٹی شہد رنگ کی آنکھیں جو دھوپ میں چمکتی تھیں۔ بھورے رنگ کے بال جو اس وقت حجاب میں ڈھکے ہوئے تھے اور ستواں سی ناک اور ہونٹ بھی نکاب میں چھپے ہوئے تھے۔

"آؤ ملی بیٹھو" آئرہ نے اس کے لئے اپنے ساتھ جگہ بنائی۔

"ہاں تو بھئی مجھے بھی بتاؤ کیا باتیں ہو رہی تھیں" ملیشا کے سوال پہ سامیہ اسے عالیہ کی ساری روداد سنانے لگی جو وہ کافی غور سے سن رہی تھی۔ "واہ یہ تو بہت اچھی خبر ہے، آؤ اسے مبارک باد دے کر آئیں۔" ملیشا خوشی سے بولی اور فیصلہ کرتے ہوئے جھٹ سے اُٹھ گئی، سامیہ بھی ساتھ ہی اُٹھی تھی، لیکن آئرہ ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی۔

"اُٹھ بھی جاؤ اب۔" سامیہ بے زار ہوئی۔

"میں نہیں جارہی تم لوگ جاؤ"۔

ملیشا نے ایک نظر اسے دیکھا اور سامیہ کو جانے کا اشارہ کیا۔"میں اسے لے کے آتی ہوں۔"اس نے آہستہ سے بولا جس کے جواب میں سامیہ سر ہلاتی چلی گئی۔

"جی محترمہ اب بتائیں کیا مسئلہ در پیش ہے آپ کو۔"ملیشا اس کے ساتھ دوبارہ گھاس پہ بیٹھ گئی۔

"کچھ نہیں بس مجھے نہیں جانا"وہ گھاس پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

"اچھا مجھے لگا تم جیلیس ہو رہی ہو"ملیشا کی بات پہ اس نے کنکھیوں سے اسے گھورا۔

"میں کیوں جیلیس ہوں گی۔مجھے سخت ناپسند یہ جلدی شادی کرنے اور کروانے والے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دوسروں کی خوشیوں میں خوش ہوتے ہیں لڑکی، ایسے گندے منہ نہیں بناتے" ملیشا نے اس کا دائیاں گال پیار سے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"ابھی میں خوش نہیں ہوں اور میں اپنی وجہ سے کسی اور کی خوشی خراب نہیں کرنا چاہتی" آئرہ ہار مانتے ہوئے بولی۔ وہ ایسی ہی تھی کسی ایک وجہ سے موڈ خراب ہو جائے تو سارا دن خاموش سی رہتی۔

"اچھا ہم بس مل کے آجائیں گے۔" ملیشا نے اس کو بازو سے پکڑ کر اُٹھاتے ہوئے کہا، اور آئرہ نا چاہتے ہوئے بھی اٹھ گئی وہ جانتی تھی ملیشا جو بولتی ہے وہ کبھی نہیں کرتی لیکن وہ اسے چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

سورج کی تپش دن گزرنے کے ساتھ تھوڑی سی بڑھ گئی تھی۔ لیکن لاہور کی گہما گہمی میں ذرا خلل نہیں پڑا تھا۔ جیل روڈ پہ لوگوں کا ہجوم ہنوز موجود تھا، ایسے

میں وہ کالی جینز پہ لال ٹی شرٹ پہنے اپنے سامنے کھڑی شاندار سی عمارت کے داخلی دروازے کی طرف بڑھا۔

ہاتھ جینز کی جیب میں ڈالے، پیشانی پہ بکھرے بھورے بال جو پیچھے سے گردن تک آتے تھے، آنکھوں پہ کالے رنگ کا چشمہ پہنے وہ تیز تیز قدموں سے بیلڈنگ کے اندر جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ آس پاس کے لوگوں سے باخبر وہ سیدھا لفٹ کی طرف گیا تھا۔ چھٹے فلور کا بٹن دبا کر وہ دیوار سے ٹیک لگا کے کھڑا ہو گیا۔ اس کے انداز میں ایک بے چینی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسد مرزا اپنے آفس میں بیٹھے چائے کے گرما گرم گھونٹ اپنے اندر اتار رہے تھے جب ان کے آفس کا دروازہ کھول کوئی اندر آیا تھا۔ ان کی نظریں گلاس ونڈو سے باہر نظر آتے منظر پہ جمی تھی، لیکن قدموں کی چاپ اور بنا دستک دیئے جانے والے انداز سے وہ پہچان گئے تھے کے کون آیا ہے۔

"چاچو یہ سب کیا ہے؟" وہ شخص آتے ہی پھٹ پڑا اور اسد مرزا کے سامنے پڑی کرسی کی طرف جا کر ایک جھٹکے سے بیٹھا۔

"چائے یا کافی؟" انہوں نے اس کا سوال نظر انداز کیا اور پاس پڑے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے پوچھنے لگے۔

مجھے بس میرے سوال کا جواب چاہئے۔" اپنا سیاہ چشمہ اتارتے ہوئے وہ دو ٹوک لہجے میں بولا۔

"ہاں سمین، ایک کپ چائے بھجواد و اور چینی کم رکھنا" انہوں نے رسیور کے دوسری طرف موجود اپنی سیکٹری کو حکم دیا اور پھر فون رکھتے ہوئے اپنے سامنے موجود اس لڑکے کی طرف دیکھا جو گہری نظریں ان پہ جمائے بیٹھا تھا۔

اسد نے اس کی نظروں کی تپش کو محسوس کرتے ہوئے ایک لمبی سانس خارج کی اور بہت تحمل سے بات کا آغاز کیا۔

"کیا مسئلہ ہے ؟"ان کا انداز پر سکون تھا اور سامنے بیٹھے شخص ان کا اطمنان دیکھ حیران ہوا۔

"مسئلہ ؟ چاچو آپ میرے لئے اتنا بڑا فیصلہ کیسے لے سکتے ہیں ؟"اس کی آواز میں بے یقینی اور غصہ تھا۔

"ایسا بھی کیا ہو گیا ہے ؟اتنا اوور ریئکٹ کیوں کر رہے ہو ؟"اسد مرزا کے سکون میں ذرا برابر فرق نہیں پڑا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہا آپ کیا چاہتے ہیں، ایسے مجھ سے پوچھے بغیر میری مائیگریشن اسلام آباد کروا دی ؟ کیوں ؟"اس نے کیوں پہ زور دیا۔

"کیونکہ۔۔۔"اسد مرزا نے چائے کا کپ اٹھایا اور اپنی جگہ سے اٹھ کے گلاس ونڈو کے سامنے آ کھرے ہوئے۔ بادامی آنکھوں نے ان کا تعاقب کیا تھا جو اب باہر چلتی گاڑیوں کا شور اور لوگوں کی آمد و رفت دیکھ رہے تھے۔ کالے رنگ کا ٹو پیس سوٹ پہنے اسد مرزا کافی وجیہ شخصیت کے آدمی تھے۔

www.novelsclubb.com

"مجھے یہی صحیح لگا" انہوں نے مختصر سا جواب دیا اور چائے کا ایک گھونٹ بھرا۔ان کے پیچھے کرسی پہ بیٹھے شخص کی نظریں اب ان کی پشت پہ جمی تھیں۔

کیا اس کے چاچو پاگل ہو گئے تھے؟ اسے سمجھ میں نہیں آیا کے وہ کیا کرے۔

"اور کچھ؟" اسد نے باہر دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

ان کی بات پہ اسے چپ سی لگ گئی، اس کا ذہن الجھنوں کا شکار تھا۔دونوں کے درمیان کافی دیر خاموشی چھائی رہی جسے دروازے کی دستک نے توڑا تھا۔

"مے آئی کم ان سر؟" ہلکا سا دروازہ کھلا، سفید رنگ کی شورٹ شرٹ اور نیلے رنگ کی جینز پہ نیلے رنگ کا اسکارف گردن میں ڈالے سمین نے جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"سر آپ کی چائے؟" اس نے چائے کا پیلا آگے کرتے ہوئے کہا تو اسد نے اس کی طرف رخ موڑا اور ٹیبل پہ رکھنے کا اشارہ کیا۔اس نے جلدی سے کپ سامنے پڑے

شیشے کے ٹیبل پہ رکھا اور ایک نظر دونوں افراد پہ ڈالتی وہ بنا کچھ کہے باہر چلی گئی۔

دروازہ بند ہوا تو اسد مرزا نے اپنے بھتیجے کو دیکھا جس کے چہرے پہ عجیب سا اضطراب پھیلا تھا۔

اسد مرزا کو لمحے بھر کے لئے اس پہ ترس آیا، اور وہ قدم قدم چلتے اس کے ساتھ پڑی کرسی پہ آکر بیٹھ گئے۔

"کیا ہو گیا ہے بیٹا۔ اس میں کون سی بڑی بات ہے۔" ان کی آواز میں نرمی تھی جو خصوصاً بس اپنے بھتیجے سے بات کرتے وقت ہی ہوتی تھی۔

"آپ یہ ٹھیک نہیں کر رہے چاچو، آپ کو سب پتا ہے پھر بھی؟" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ کر سوال کر رہا تھا اور وہاں بیٹھے پہلی دفع اسد مرزا کے تاثرات بدلے۔

"میں جو کر رہا ہوں تمہاری بہتری کے لئے کر رہا ہوں" ان سے بس اتنا ہی کہا گیا۔

اور وہ جو غور سے انہیں دیکھ رہا تھا ان کی بات پہ گردن پھینک کر ہنسا تھا، ایک کھوکھلی سی ہنسی جو سارے آفس میں گونجی تھی۔

"میری بہتری؟ مجھے اس جہنم میں دوبارہ بھیج کر آپ میری بہتری کر رہے ہیں؟"

"ہاں اور جسے تم جہنم کہہ رہے ہو وہ کبھی تمہارا گھر تھا۔ میں بس تمہیں اذیت سے نکالنا چاہتا ہوں۔" اسد نے اسے سمجھانا چاہا لیکن وہ نفی میں سر ہلاتا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

"آپ کو میرے درد کا اندازہ نہیں ہے چاچو۔ اگر ہوتا تو آپ یہ فیصلہ نا کرتے۔"

اس کی آواز میں تکلیف تھی اور اسد مرزا کی نظریں جھک گئیں۔ انہیں دکھ ہوا تھا۔ وہ جانتے تھے وہ جو کر رہے ہیں اس سے ان کے بھتیجے کو تکلیف ہو گی لیکن وہ ضروری بھی تو تھا۔

"میں واپس اسلام آباد نہیں جاؤں گا" اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دیا تھا اور پھر بنا کچھ سنے وہاں سے چلا گیا۔ اسد مرزا نے بند ہوتے دروازے کو دیکھا جہاں سے وہ ابھی ابھی نکلا تھا۔

"مجھے معاف کر دو بیٹا پر میں جو کر رہا ہوں وہ بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا" ان کی نظریں ٹیبل پہ پڑے چائے کے کپ پر گئی جس سے ابھی بھی بھانپ اڑتی دیکھائی دے رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

آج آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا اور چرند پرند سے خالی تھا، اسلام آباد کا موسم اکثر ایسا خوشگوار ہو جاتا تھا۔ ایسے میں ملک ہاؤس کی طرف آؤ تو یہاں اتوار کی چھٹی منائی جا رہی تھی۔

"ماما آج موسم کتنا اچھا ہے نہ، پلیز کچھ مزے کا بنائیں" ھادی اپنی فرمائیشی گاری سٹارٹ کرتے بولا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کبھی کھانے پینے کے علاوہ بھی کچھ سوچا ہے موٹے؟"آئرہ اپنے موبائل پہ انگلیاں چلاتی ساتھ ساتھ اسے تنگ بھی کر رہی تھی۔

"تم چپ کرو، جنگلی بلی کہیں کی" وہ بگڑا تھا۔

"ماما!! ھادی کو دیکھیں مجھ سے کیسے بات کر رہا ہے"اس نے بھی فوراً ہی شکایت لگائی۔

"توبہ ہے، تم دونوں کبھی انسانوں کی طرح نہیں رہ سکتے۔ بڑی ہے وہ تم سے ھادی عزت کیا کرو اور تم مِس ایکسپریس ذرا موبائل پہ انگلیاں کم چلاؤ اور میری تھوڑی مدد ہی کر دو۔"حلیمہ کپڑے سمیٹتے ہوئے دونوں کو ٹوکنے لگیں۔

"میری پیاری ماں، مجھے آپ کا خیال ہے اس لئے چاہتی ہوں کہ آپ چلتی پھرتی رہیں۔ فٹ رہیں گیں دیکھنا"آئرہ سبز آنکھوں میں شرارت لئے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"اور اسمارٹ بھی۔" پیچھے سے ھادی کھنکھارا تھا اور وہ دونوں ہنس پڑے۔

"بڑے آئے ماں کی فکر کرنے والے۔ عصر کی نماز پڑھی ہے تم دونوں نے؟"
انہوں نے ہمیشہ کی طرح نماز کا وار کیا جسے سن دونوں کی بتیسی غائب ہوئی۔

"پڑھی ہے نہ" ھادی نے بہت صفائی سے جھوٹ بولا۔

"اچھا؟ جماعت سے پہلے ہی پڑھ لی؟" حلیمہ نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا تو وہ گڑبڑا گیا۔

"نن۔۔ نہیں مطلب جی، ویسے بھی جلدی نماز پڑھنی چاہیئے نہ" اس نے بات گھمانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

"چلو شاباش وضو کرو اور مسجد جاؤ" حلیمہ نے اس کے احتجاجی عمل کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا اور وہ منہ بناتا کمرے کی طرف چلا گیا۔ اس سے پہلے حلیمہ آئزہ کی

طرف متوجہ ہوتی اس نے وہاں سے کھسکنے میں غنیمت جانی لیکن ماں کی نظروں سے بھلا کوئی کیسے بچ سکتا ہے۔

"او ہیلو کدھر؟" انہوں نے سیڑھیوں کی طرف جاتی آئرہ کو مخاطب کیا تو وہ وہی رک گئی۔

"وہ مجھے عنو سے کچھ کام تھا، ابھی یاد آیا ہے۔" جواب دے کر اس نے دوبارہ جانے کے لئے قدم بڑھائے پر حلیمہ نے اسے پہلے ہی ٹوک دیا تھا۔

"بعد میں کر لینا کام، پہلے جاؤ نماز پڑھو" وہ اب کپڑے اٹھاتی کمرے کی طرف جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا مصیبت ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئی ان کے پیچھے پیچھے چلی آئی۔

☆☆☆☆☆☆

"عنو؟؟ کدھ ہو یار؟" وہ ایک کمرے سے دوسرے میں جاتی عنایہ کو آوازیں لگا رہی تھی۔

"کسے ڈھونڈ رہی ہو؟" اس نے کچن کے اندر جھانکا تو سامنے کھڑا مصعب جو پانی کا گلاس لئے باہر آرہا تھا اسے دیکھ کر ٹھٹھکا۔

"تمہاری ایک عدد بہن کو اور کسے" وہ اسے راستہ دیتی پیچھے ہٹ گئی۔

"عنو تو ماما کے ساتھ گئی ہے، ان کی کسی دوست کی عیادت کرنے" مصعب پانی کا گلاس لئے باہر صوفے پہ آکر بیٹھ گیا۔ آئزہ بھی اس کے پیچھے ہی آئی تھی اور اس کے ساتھ پڑے سنگل صوفے پہ دھڑم سے بیٹھی۔

"ایک تو یہ لڑکی گھر میں نہیں ٹکتی۔"

www.novelsclubb.com

"کوئی کام تھا کیا؟" خالی گلاس سامنے رکھتے ہوئے وہ اب مزے سے ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔ خاکی رنگ کی شلوار کمیز پہنے، بالوں کو پیشانی پر پیچھے کو سیٹ کئے، کلین شیو کے ساتھ وہ ۲۰ سال کا پیارا سا لڑکا تھا۔

"ہاں میں نے اسے اپنی کتاب دی تھی ایک ہفتہ پہلے، وہ واپس چاہیئے۔" آئرہ کو عنو کی یہ عادت بہت بری لگتی تھی۔ وہ اگر کچھ لے تو پھر واپس نہیں کرتی جب تک کوئی اسے یاد نا کرائے۔

"تو جاؤ اس کے کمرے سے لے لو" مصعب نے سیدھا سا حل بتایا جسے سن آئرہ کے چہرے کی ناگواری بڑھی۔

"ہاں تا کہ وہ آکر پورا گھر سر پہ اٹھا لے کے اس کے کمرے میں کون گیا۔" ائرہ نے پچھلی دفعہ کا واقعہ یاد کرتے ہوئے جھرجھری لی۔ مصعب اس کی بات سن ہنسا تھا، وہ اچھے سے جانتا تھا آئرہ کا اشارہ کس طرف تھا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا پھر وہ آئی تو میں بولوں گا تمہیں تمہاری کتاب دے جائے" وہ آج کل کافی اچھے موڈ میں رہتا تھا۔

"واہ چھچھوندر آج کل بڑے سمجھدار ہوتے جارہے ہو۔" وہ اسے تنگ کئے بغیر نہ رہ سکی۔اس گھر میں ھادی کے بعد اگر آئرہ کی کسے سے بنتی تھی تو وہ مصعب تھا۔ دونوں کے درمیان دوستی کم اور لڑائی جھگڑے زیادہ ہوتے تھے لیکن اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہوتا تو وہ پہلے ایک دوسرے کو بتاتے۔بچپن سے لے کر گھر میں سارے الٹے سیدھے کام مصعب اور آئرہ نے مل کر ہی کئے تھے جس وجہ سے ان کی دوستی کافی زیادہ تھی۔

"آگئی ہو نا اوقات پہ، عزت تو جیسے راس ہی نہیں تمہیں۔" مصعب منہ بسورتا جیب سے موبائل نکالنے لگا۔

"تو کس نے کہا کرو؟ ویسے بھی تمہارا عزت کرنا نا کرنا ایک ہی ہے" وہ مزے سے پیر اوپر کئے ٹیبل پہ پڑا اخبار اٹھانے لگی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ویسے ماہی کو میرا ابھی سلام دو" آئرہ اخبار کے صفحے پلٹتے ہوئے بڑے سکون سے بولی جسے سن مصعب کا موبائل پہ ٹائپ کرتا ہاتھ یکدم روکا۔

"کون ماہی؟" وہ حیران ہوا۔

"ابھی جس سے لگے ہوئے ہو وہ ماہی۔" آئرہ نے اخبار سے نظریں ہٹا کر سنجیدگی سے اسے دیکھا تو وہ سٹپٹا گیا۔

"میں کسی ماہی کو نہیں جانتا۔" اس نے فوراً انکار کیا اور آئرہ کا زوردار قہقہہ گونجا تھا۔

"ہنس کیوں رہی ہو۔" وہ چہرے پہ ناگواری لئے اسے دیکھنے لگا۔

"تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو؟ آئرہ سے؟"

"یار یہ تم کیا چیز ہو؟" وہ شدید بدمزہ ہوا تھا۔اس کی کوئی بھی بات آئرہ سے نہیں چھپتی تھی خواہ وہ کوئی دوست ہو یا کوئی جھوٹ۔

"تم کوشش ہی کیوں کرتے ہو جب مجھے پتا لگ ہی جانا ہوتا ہے؟" وہ اب الٹا سوال کر رہی تھی، اور ساتھ ہی ساتھ بے دھیانی میں ہاتھ میں پکڑے اخبار کے صفحے پلٹ رہی تھی۔

"غلطی ہو گئی تھی بلی صاحبہ، بھول گیا تھا میری جاسوسی کرنا آپ کا پسندیدہ کام ہے۔" وہ دوبارہ موبائل کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا۔

"آئرہ کسی کی جاسوسی نہیں کرتی، بس اس کی نظروں سے کچھ چھپتا نہیں ہے۔" وہ آرام سے بتا رہی تھی جب ایک دم اس کی نظریں سامنے کسی خبر پر رکی تھیں۔

اس نے فوراً اخبار زرا قریب کیا۔ ساتھ بیٹھا مصعب کچھ بول رہا تھا لیکن اس کی ساری توجہ اس ایک عبارت پہ تھی جو اس کے سامنے کھلی تھی۔

"ایک تیرا سالہ لڑکی نے خودکشی کر لی۔" عبارت کے اوپر بڑا بڑا لکھا تھا۔ نیچے ایک تصویر بھی دی گئی تھی پر آئرہ نے اسے نہیں دیکھا۔ اس کی نظریں ایک ہی سطر پہ تھیں۔

"مجھے لگتا ہے موت سے میری گہری دوستی ہے، میں جہاں جاؤں وہ میرے پیچھے آتی ہے۔" یہ شاید اس لڑکی کے الفاظ تھے جو بولڈ کر کے لکھے گئے تھے۔ آئرہ انہیں بار بار پڑھ رہی تھی۔ ذہن کے کسی حصے میں ایک منظر ابھرا تھا۔

"اس پوری دنیا میں مجھے صرف ایک چیز پہ پورا یقین ہے کے وہ آنی ہے۔" پیلے رنگ کی لمبی کمیز پہنے وہ اپنے لمبے سیاہ بالوں کو کانوں کے پیچھے کرتی مسکرا کے بتا رہی تھی۔ سورج کی کرنیں اس کے چہرے سے ہو کر ساتھ بیٹھی لڑکی پہ پڑتی تھیں جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"وہ کون سی چیز ہے؟" معصوم سے لہجے میں سوال کیا گیا تھا۔

"موت۔" جواب فوراً آیا۔

"موت؟" اس نے دوہرایا کہ شاید سننے میں کوئی غلطی ہو گئی ہو۔

"ہاں موت۔"لڑکی نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔اس کی آنکھیں دو مختلف رنگوں کی تھی۔دائیں آنکھ ہلکی سبز رنگ کی تھی اور بائیں آنکھ نیلے رنگ کی۔ان آنکھوں میں ایک عجیب سی کشش تھی جو اگلے کو بار بار دیکھنے پہ مجبور کرتی تھی۔

"تمہیں موت سے ڈر نہیں لگتا؟"وہی معصوم لہجا ایک بار پھر سوال کرنے لگا۔

"ڈر؟"اس کے سوال پہ وہ ہنسی تھی۔ایک دل کش سی ہنسی سارے میں گونجی تھی۔

نہیں تو۔۔۔بلکہ موت سے تو میری کافی گہری دوستی ہے"اس کی آواز بہت پر سکون تھی۔"میں جہاں جاؤں وہ میرے پیچھے ضرور آئی گی۔"بات کے اختتام پہ اس کے ہونٹ ایک میٹھی سی مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"اوئے بلی؟؟ کیا سوچ رہی ہو۔" مصعب کی آواز اسے دوبارہ حال میں لائی تھی۔

اس نے ایک جھٹکے سے اخبار ٹیبل پہ پھینکا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا ہوا ہے؟" وہ اسے ایسے دیکھ کر پریشان ہوا تھا۔ آئرہ کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا۔ وہ مسلسل اس بند اخبار کو دیکھ رہی تھی۔

"آئرہ؟ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔" مصعب اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نے آئرہ کی آنکھوں میں خوف دیکھا۔ آئرہ نے ایک نظر مصعب کو دیکھا اور پھر سر نفی میں ہلاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

سیڑھیوں کے پاس پہنچ کر اس نے گردن موڑی، کچھ بولنے کے لئے منہ بھی کھولا لیکن الفاظ جیسے کہیں گم ہو گئی تھی۔ وہ ایک بار پھر سر جھٹکتی نیچے چلی گئی اور پیچھے کھڑا مصعب حیرانی سے اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اسے کیا ہوا؟" اسے آئرہ کا ردعمل سمجھ میں نہیں آیا۔ پریشان سا ہو کر اس نے وہ اخبار اٹھایا جو ابھی آئرہ کے ہاتھ میں تھا اور صفحے پلٹنے لگا، لیکن اسے کچھ بھی عجیب سا نہیں ملا جسے دیکھ کر آئرہ اتنی خوفزدہ ہو گئی تھی۔

اخبار کو دوبارہ میز پہ رکھ کر وہ شانے اچکاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

"پتہ نہیں کیا دیکھ لیا اس نے۔" مصعب سوچتے ہوئے بڑبڑایا۔

☆☆☆☆☆

وہ گھر کا دروازہ عبور کرتا اندر داخل ہو رہا تھا جب پیچھے سے اچانک کوئی اس کے اوپر کودا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کدھر جا رہے ہو میاں۔" ایک دل فریب آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ جو ابھی اپنی گردن میں بازو ڈالے شخص کو نیچے گرانے والے تھا ایک دم ٹھٹھکا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟" اپنی کہنی زور سے اس کے پیٹ پہ مارتا وہ اسے خود سے دور کرتے ہوئے بولا۔

"اف جنگلی انسان، کہنی ہے یا ہتھوڑا." سیاہ آنکھوں نے اسے گھورا۔

"کس نے کہا تھا میرے اوپر چڑھنے کو۔" اپنی مسکراہٹ چھپائے وہ آگے کو بڑھا۔ ماتھے پہ بکھرے بھورے بالوں کو دائیں ہاتھ سے پیچھے کرتے وہ لاونج پار کرتا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

"بھول گیا تھا کہ میرے گھر میں ایک جنگلی انسان رہتا ہے۔" وہ مصنوعی خفگی چہرے پہ سجائے اس کے پیچھے ہو لیا۔ کالے ٹراؤزر پہ سیاہ ٹی شرٹ پہنے، جس کے اوپر سنہرے حروف سے "بلیک از داوائب" لکھا تھا، وہ ہمیشہ کی طرح سادہ سا حلیہ اپنائے ہوئے تھا۔

"کدھر تھے تم؟ گاڑی بھی گھر میں تھی۔" وہ جو کمرے میں آتے ساتھ ہی بستر پہ لیٹ گیا تھا اپنے پیچھے آتے حماد کی آواز پہ اسے دیکھنے لگا۔

"گراؤنڈ تک گیا تھا۔" سرسری سے انداز میں جواب دے کر اس نے آنکھیں موند لیں۔

حماد کچھ دیر دروازے کے پاس کھڑا اسے دیکھتا رہا اور پھر بیڈ کے دوسری طرف آکر ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

"بابا سے اس دن کس بارے میں بات کرنے گئے تھے تم؟" اسے یاد تھا دو دن پہلے ارحم اسد مرزا کے آفس گیا تھا اور جب سے وہاں سے آیا تھا تب سے زیادہ پریشان رہنے لگا ہے۔

"جو وہ میرے ساتھ کر رہیں ہے اس بارے میں۔" لہجے میں شکوہ تھا۔

"کیا کہا انہوں نے پھر۔" حماد نے اپنا رخ اس کی طرف موڑا جو آنکھیں بند کئے بات کر رہا تھا۔ اس کے آنکھوں کی نیچے سیاہ ہلکے زیادہ ہو گئے تھے۔ ملائی جیسا سفید چہرا زرد نظر آ رہا تھا اور اس کی پیشانی پر بل واضح تھے۔ وہ دیکھنے میں بیمار بیمار سا لگ رہا تھا۔

"جو وہ ہمیشہ کہتے ہیں۔"

"میں جو کر رہا ہو اس میں تمہاری بہتری ہے۔" حماد نے انہیں کے انداز میں فقرہ مکمل کیا۔اس کی بات پہ بادامی آنکھیں جھٹ سے کھلیں اور اسے دیکھنے لگیں۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ؟ وہ ہمیشہ یہی کہتے ہیں۔" حماد نے شانے اچکائے جسے دیکھ ارحم کے چہرے پہ ایک پھیکی سی مسکراہٹ پھیلی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے وہ میری بات مانیں گے ؟" ارحم نے ناجانے کس احساس کے تحت پوچھا تھا۔

"اگر وہ سیریس تھے تو تم بھی جانتے ہو ارحم وہ کبھی نہیں مانیں گے۔" حماد اس کی پریشانی سمجھتا تھا لیکن وہ کچھ کر بھی تو نہیں سکتا تھا۔اس کا باپ ایک بار کچھ سوچ لے تو ان کا ارادہ بدلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔

"وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں حماد ؟" اس کے انداز میں ایک عجیب سی بے بسی تھی۔

"کیا میں ان پر بوجھ ہو گیا ہوں؟" ارحم نے پوچھا تو حماد کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

"دماغ درست ہے؟ کیا بکواس کر رہے ہو۔" اسے جیسے ارحم کی دماغی حالت پہ شک پڑا۔

"یہی وجہ ہو سکتی ہے ورنہ وہ۔۔۔" حماد نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ایک زوردار گھونسا اس کے بازو پہ دے مارا اور وہ کراہ کر رہ گیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔" وہ اس حملے کے لئے تیار نہیں تھا اس لئے زیادہ درد ہوا۔

"میرا بس نہیں چل رہا یہاں لمبا لیٹا کر تمہیں ایسے دو اور ماروں." وہ جو تھوڑی دیر پہلے ہنسی مزاکھ کے موڈ میں تھا ارحم کی باتیں سن کر کافی سنجیدہ ہو گیا۔ ارحم کو اس کے غصے پہ اچانک پیار آیا تھا جس کا اظہار اس نے بھی ایک گھونسے سے کیا تھا جو اس کے پیٹ پہ پڑا۔

"ارحم کے بچے!!"وہ چینخا تھا۔

"تم نے ہی شروع کیا۔"ارحم مزے سے بیڈ کراون کے ساتھ ٹیک لگائے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا کھاتا ہے تو؟"حماد نے نظریں تیکھی کر کے ارحم کو گھورا۔اس کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کے اس کا ایک مکا گلے کی حالت خراب کر سکتا ہے۔

ارحم کو اس کے انداز پہ یکدم ہنسی آئی،خوبصورت سحر انگیز سی ہنسی جو پچھلی بار سے بہت مختلف تھی۔حماد کچھ نا کر کے بھی ارحم کو ہنسا دیتا تھا اور ارحم کے لئے اس سے بڑی بات اور کوئی نا تھی کے اس کا کزن جو اسے بھائیوں سے بھی زیادہ عزیز تھا اس کے ساتھ تھا۔

☆☆☆☆☆

"یار دادی میں ٹھیک ہوں۔" وہ نیند سے بوجھل آنکھیں لئے بولا۔ پچھلے دو سے تین دنوں سے ارحم ساری ساری رات جاگ رہا تھا اور پھر دن کو بس چند گھنٹے ہی نیند پوری کر پاتا تھا۔ ابھی بھی حماد سے باتیں کرنے کے بعد وہ سویا ہی تھا کہ صفیہ مرزا کی آواز پہ دوبارہ جاگا جو اسے دیکھ کر کافی پریشان نظر آرہی تھیں۔

"جھوٹ مت بولو، بخار ہو رہا ہے تمہیں۔" وہ اس کی پیشانی پہ اپنا ہاتھ رکھ کر دیکھ رہی تھیں جو بخار کی وجہ سے تپ رہا تھا۔

"ارے یار دادی اتنا بخار نہیں ہے جتنا آپ پریشان ہو رہی ہیں۔" وہ ان کا ہاتھ اپنی پیشانی سے ہٹا کر اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔

"ارحم میری جان اپنا خیال کیوں نہیں رکھ رہے ہو؟" ان کی آنکھوں میں فکر تھی۔ ارحم کو ایک پل بس ایک پل کے لئے انہیں دیکھ کر اپنی ماں یاد آئی تھی اور وہ ایک لمحہ اس کے دل کو زخمی کر گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں ٹھیک ہو جاؤں گا دادی جان۔" وہ انہیں سمجھا رہا تھا پر صفیہ پہ کوئی اثر نہیں ہوا۔ اپنے پوتے کو ایسے دیکھ ان کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔ ارحم کچھ سالوں سے بہت حساس ہو گیا تھا۔ تھوڑی سی بھی ٹینشن اسے بیمار کر دیتی تھی اور ابھی بھی اسے دیکھ کر وہ جان گئی تھیں کے اسے کیا ہوا ہے۔

"میں حماد کو بولتی ہوں ڈاکٹر کو بلائے، یا تم چلے جاؤ اس کے ساتھ۔" وہ فیصلہ کرتے ہوئے اٹھیں جب ارحم نے انہیں روکا۔

"دادی میں خود میڈیسن لے لوں گا، آپ فکر نا کریں۔" وہ فوراً سے بیڈ کے ساتھ پڑے سائڈ ٹیبل سے کچھ دوائیاں نکالنے لگا۔

"یہ دیکھیں، میں لے لیتا ہوں۔ آپ جائیں آرام کریں۔" وہ پیناڈول کی ایک گولی نکالتے ہوئے بولا۔ ارحم کو پتہ تھا اس کی دادی تب تک نہیں جائیں گی جب تک انہیں تسلی نا ہو جائے۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہارے لئے کھانے کو کچھ بھیجواتی ہوں پھر۔" وہ بھی زیادہ کچھ بولے بغیر ہی باہر آگئی تھیں۔

اس نے یقیناً صبح سے کچھ نہیں کھایا ہوگا۔ وہ سوچتی ہوئی کچن کی طرف گئیں۔

ارحم کے سر میں درد کی ایک شدید ٹھیس اٹھتی اور پھر مدھم ہو جاتی۔ اپنی حالت سے وہ بھی واقف تھا لیکن چاچو کی ضد اور وہ رات اس کے حواسوں پہ بھاری ہو گئی تھی۔ جب سے اسد نے اسے اسلام آباد بھیجنے کی بات کی تھی ارحم کا سارا سکون برباد ہو گیا تھا۔

"کیا کروں میں اس درد کا۔" وہ اپنی کنپٹی دباتا بڑبڑایا۔

☆☆☆☆☆

کینیڈا کا موسم ہمیشہ کی طرح سرد پڑ رہا تھا۔ رات کی طوفانی بارش کی وجہ سے سڑکیں ابھی بھی گیلی تھیں۔ ایسے میں وہ سیاہ رنگ کے عبایہ پہ سیاہ رنگ کا حجاب

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کئے ساتھ ہی سفید رنگ کے اونی کوٹ میں ملبوس، ہاتھوں کو آپس میں رگرتے گرمائیش پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ آس پاس لوگ آج ٹھنڈ کی وجہ سے کافی کم تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اپنے سامنے موجود اس بڑے سے پارک کی طرف بڑھی۔

اس کی نظریں سبزہ زار سے ہوتی ایک درخت پہ گئی جس کے نیچے پڑے بینچ پہ کوئی بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں نے اتنے فاصلے کے باوجود ایک ہی نظر میں اسے پہچان لیا۔ لیکن کیا وہ یہ فاصلہ طہ کر سکتی تھی؟

اپنی جگہ ساکت کھڑی وہ کتنی ہی دیر اسے دیکھتی رہی جو اس کی موجودگی سے بے خبر بینچ سے ٹیک لگائے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔

"میری فٹبال!!" اس کے پاؤں سے ایک چھوٹی سی فٹبال آکر ٹکرائی تو اس کا سکتہ ٹوٹا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اپنے پاؤں کی جانب دیکھا اور پھر نظریں اٹھا کر اپنے پاس آتے اس چھوٹے سے بچے کو۔

www.novelsclubb.com

"غلطی سے آگئی۔" وہ چھوٹا سا انگریز بچہ معذرت کرتا فٹبال اٹھائے بھاگ گیا۔

اس نے پہلے اس بچے کو جاتے دیکھا جو اب دوبارہ سے اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں لگ گیا اور پھر اپنے سامنے موجود بینچ پہ بیٹھے اس شخص کو جس نے آنکھیں موند لی تھیں۔

وہ اب ہمت کرتی دوبارہ آگے بڑھی پر اس کی رفتار سست ہو گئی تھی۔ ہر قدم پہلے سے زیادہ بھاری لگ رہا تھا لیکن وہ پھر بھی پہنچ ہی گئی تھی جہاں اسے جانا تھا۔

"سات منٹ اور دس سیکنڈ۔" اس کے ساتھ بیٹھتے ہی وہ بولا تھا۔

"کیا؟" اس نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا جو آنکھیں موندے ابھی بھی اپنا رخ آسمان کی طرف کئے ہوئے تھا۔

"سات منٹ اور دس سیکنڈ سے تم وہاں کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی۔"

"تو تم میرا انتظار کر رہے تھے۔" لڑکی کے چہرے پہ ایک پیاری سی مسکراہٹ پھیلی۔ وہ آج بھی اسے دور سے ہی پہچان لیتا تھا۔

"کیوں نہیں کرنا چاہیے تھا کیا؟" اس نے اب آنکھیں کھولیں۔

" بالکل کرنا چاہیے تھا۔" لڑکی نے گردن اکڑا کر کہا اور وہ ساتھ بیٹھا اسے دیکھ ہنس دیا۔

"جانتی ہو کتنا وقت ہوا ہے؟" اس نے سوال کیا تو وہ اپنے کوٹ کی جیب سے موبائل نکالنے لگی تاکہ وقت بتا سکے۔ اس نے اسے فون نکالتے دیکھا تو خود ہی بول پڑا۔

"تین سال، تین مہینے اور تیرا دن۔" وہ جو جیب سے موبائل نکال چکی تھی اس کی بات پہ جھٹ سے اس کی طرف گردن موڑی۔

www.novelsclubb.com

"تم۔۔تم بھی گن رہے تھے؟" وہ بڑی بڑی آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

اس کے انداز پہ لڑکا ایک بار پھر ہنسا۔ایسے جیسے وہ آج بہت سالوں بعد ہنسا ہو۔ایسے جیسے اس کی ہنسی کو ایک وجہ سی مل گئی ہو۔

"تم آج بھی نہیں بدلی۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"اور تم بہت بدل گئے ہو۔" وہ بھی فوراً ہی بولی۔اس کے سامنے بیٹھا شخص سچ میں بہت بدل گیا تھا۔

"مجھے بدلنا ہی تو تھا۔" اس کی مسکراہٹ مدھم ہوئی۔آنکھوں کے سامنے بہت کچھ آکر گزر گیا۔

"کچھ پیو گی؟" وہ اب گفتگو کا رخ بدل رہا تھا۔

"آئیس کریم۔"

www.novelsclubb.com

"اس ٹھنڈ میں؟" وہ اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کی ایسی فرمائیش پہ حیران نہیں ہوا تھا لیکن پھر بھی پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔

"ہاں۔"

"چلو پھر۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے آگے ہاتھ بڑھایا۔ وہ جو خاموشی سے اٹھنے ہی والی تھی اپنے سامنے کھڑے اس شخص کا ہاتھ دیکھ رک گئی۔ کیا اسے یہ ہاتھ تھام لینا چاہیئے ہے؟ وہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی لیکن پھر اس نے نظریں اٹھا کر اس شخص کی آنکھوں میں دیکھا۔ کچھ ہی پلوں میں فیصلہ ہو چکا تھا۔ اس نے وہ ہاتھ تھام لیا اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ اب وہ دونوں پارک سے باہر جا رہے تھے۔ ہواؤں میں خنکی بڑھ گئی۔ آج پھر شاید بارش ہونے والی تھی۔

☆☆☆☆☆

گرمی کے ساتھ ساتھ رمضان کی بھی آمد ہر طرف چھا سی گئی۔اس سال رمضان اپریل کے شروع میں آیا تھااور ہمیشہ کی طرح جوش سے اس کا استقبال کیا جارہا تھا۔

کالج سے واپس آکر وہ سیدھا اپنے کمرے کی طرف گئی تھی جب اس کے فون پہ کسی کی ویڈیو کال آئی۔

"ہیلو بابا!!"کال ریسیو کر کے اس نے چہکتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہیلو بچے، کیسی ہو۔"دوسری طرف سے ایک بھاڑی سی مردانہ آواز گونجی۔آئرہ فون اٹھائے باہر صوفے کی طرف بڑھی اور صوفے پہ پڑا ایک تکیہ گود میں لئے وہیں بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

بہت پیاری۔آپ کیسے ہیں؟اور سعودیہ میں کیسا موسم ہے۔"حال احوال کے بعد اس کا پہلا سوال ہمیشہ موسم کو لے کر ہوتا تھا۔

"پاکستان سے زیادہ گرمی ہے ٹینشن نالو۔"سلیم ملک نے مسکراہٹ دبائے اسے تسلی دی تو اس کا چہرہ کھل اٹھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس کا مطلب آپ جلدی واپس آئیں گے ہے نہ؟" وہ جانتی تھی رمضان سلیم ملک ہمیشہ پاکستان ہی گزارتے تھے اور جب وہاں گرمی زیادہ ہو جاتی تو وہ جلدی سے ٹیکٹس کروا لیتے۔

"ہاں جی، میں نے فلائٹس پتہ کروائی ہیں۔ ایک دو ہفتے تک آ جاؤں گا۔" ان کی بات پہ آئرہ کی آنکھیں مزید چمکی۔

"پھر میں آپ کا انتظار کروں گی، اور اس بار بابا بہت ساری چاکلیٹس او کے؟" اس نے یاد کروایا تو سلیم ملک نے تابعداری سے ہاں میں سر ہلایا۔

"اچھا ویسے آپ کو ماما نے کچھ کہا تو نہیں ہے نہ۔" آئرہ نے اندازہ لگانا چاہا کہ کیا حلیمہ سچ میں سیریس تھی جب انہوں نے اسے نیا فون لینے سے منع کیا تھا یا نہیں۔

"جی آپ کی ماما مجھے کہہ چکی ہیں کہ خبر دار آپ نے اپنی صاحبزادی کو نیا فون لے کر دیا۔" سلیم نے حلیمہ کے ہی انداز میں اسے بتایا تو جہاں اس کی امید ٹوٹی وہیں اسے باپ کی اداکاری پہ ہنسی آ گئی۔

"مجھے یقین ہے انہوں نے ایسے ہی کہا ہو گا۔" ہنستے ہوئے اس کے گال مزید لال ہو جاتے تھے۔

"اچھا باقی سب کدھر ہیں؟" انہوں نے حلیمہ اور ھادی کا پوچھا تو آئرہ اپنی جگہ سے اٹھ کر دوبارہ اپنے اور ھادی کے مشترکہ کمرے کی طرف آگئی۔

"یہ رہا موٹا جو گھوڑے بیچ کر سو رہا ہے۔" اس نے کیمرہ ھادی کی طرف کیا اور پھر وہاں سے کچن کی طرف بڑھی جہاں حلیمہ آٹا گوندھ رہی تھی۔

"اور یہ ہے آپ کی انارکلی جو اس وقت کام کر رہی ہیں۔" اس نے فون کا کیمرہ حلیمہ کی طرف کیا جو اسے انارکلی بولنے پہ آنکھیں دیکھا رہی تھیں۔

"اسلام و علیکم۔" حلیمہ نے فون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے سلیم ملک نے جواب دیا۔

"آئرہ ابھی جاؤ میں آٹا گوندھ کر بات کروں گی۔" اس سے پہلے سلیم ملک مزید کوئی بات کرتے حلیمہ نے آئرہ کو جانے کا اشارہ کیا۔

"ابھی کر لیں نہ پھر میں فون نہیں دوں گی آپ کو۔" وہ جانتی تھی کہ اگر بعد میں ماما نے فون لیا تو پھر اسے آرام سے ہی ملے گا۔

"تنگ مت کرو، جاؤ چلو۔" انہوں نے اس بار آٹے والے ہاتھ سے اسے جانے کا کہا تو وہ منہ بناتی باہر آگئی۔

"ماما کے فون کو کیا ہوا ہے؟" سلیم ملک نے اس سے پوچھا تو وہ چہرے کے زاویے مزید بیگارتی انہیں بتانے لگی۔

"پیچھلے ہفتے خراب ہوا تھا ھادی کی وجہ سے، اور ٹھیک بھی نہیں ہو سکتا کہ ھادی نے پورا توڑ دیا تھا۔" اس نے ھادی کے کارنامے بتائے۔

"وہ ایسا کیا کر رہا تھا کہ پورا ہی ٹوٹ گیا؟" سلیم ملک نے حیرانی سے پوچھا۔

"پتہ نہیں کوئی سیلفی لے رہا تھا۔موبائل بوک شیلف پہ رکھا اور وہ دھرم سے نیچے گر گیا۔"اس نے انہیں مزید تفصیل سے اگاہ کیا۔

"آپ نے ھادی کی پیٹائی مس کر دی بابا، دیکھنے لائک تھی وہ۔"آئرہ مزے لے لے کر بتاتی جا رہی تھی اور دوسری طرف سلیم ملک چہرے پہ نرم سی مسکراہٹ لئے اسے دیکھ رہے تھے۔

"اچھا چلو اس بار آؤں گا تو ماما کو نیا فون لا کر دوں گا تا کہ انہیں تمہارا فون استعمال نا کرنا پڑے۔ٹھیک ہے؟"انہوں نے اپنی طرف سے حل بتایا جسے سن آئرہ نے خوشی سی سر کو ہاں میں جنبش دی۔

"اچھا آپ کا کام کیسا جا رہا ہے۔"آئرہ نے بات بدل دی تو سلیم مرزا اسے کام کے بارے میں بتانے لگے۔کافی دیر وہ دونوں باتوں میں لگے رہے جب انہوں نے نماز کا کہہ کر فون بند کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

کون رکھے گا ہمیں یاد اس دورِ خود گرزی میں

حالات ایسے ہیں کہ لوگوں کو خدا یاد نہیں

رات کا اندھیرا پورے آسمان کو اپنی سیاہی میں لئے ہوئے تھا۔ایسے میں چاند کی چاندنی بے جان سڑکوں میں جان ڈالتی، جو کسی بھی قسم کی زندگی سے خالی پڑی تھیں۔ سٹریٹ لائٹس کی روشنی فوٹ پاتھ پہ بیٹھے دو افراد کا چہرہ منور کر رہی تھی جو تاروں سے ڈھکے آسمان کو دیکھے جا رہے تھے۔

"تم گھر کیوں نہیں جاتی ہو؟" سبز آنکھوں والی لڑکی نے خاموشی توڑتے ہوئے پوچھا۔

"گھر کیا ہوتا ہے؟" ساتھ بیٹھی لڑکی کا رخ ابھی بھی آسمان کی طرف تھا جو اسے دیکھنے میں کافی بھلا لگتا تھا۔

"جہاں تم رہتی ہو۔" بھورے بالوں کو کمر پہ ڈالے اس نے ڈوپٹا گلے میں ٹھیک کرتے ہوئے کہا جو بار بار سرک کر کندھے سے نیچے گر جاتا تھا۔

"وہ تو اینٹوں کا بنا ہوا ایک مکان ہے۔ میں گھر کا پوچھ رہی ہوں." اس نے آسمان سے نظریں ہٹا کر اب اسے دیکھا جس کی انکھوں میں ناسمجھی ابھری۔

"تمھیں پتہ ہے گھر کیا ہوتا ہے؟" اس نے الٹا سوال کیا جسے سن ساتھ بیٹھے وجود کے چہرے پہ ایک نرم سی مسکراہٹ آگئی۔ ان نیلی سبز آنکھوں نے ہاں میں سر ہلایا اور سامنے موجود ایک ہی سیدھ میں بنے گھروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"گھر وہ ہوتا ہے جہاں سکون ہوتا ہے۔"

"لیکن میں نے سنا ہے گھر وہ ہوتا ہے جہاں آپ سے محبت کرنے والے لوگ ہوں۔" سبز آنکھوں نے اپنا ڈوپٹا اب مفلر کی سورت گلے میں ڈال لیا تا کہ وہ گرے نہیں۔

"ہاں ہوتا ہے، لیکن صرف محبت ایک مکان کو گھر نہیں بناتی۔" اس کی آواز بہت پیاری تھی۔ ایسی آواز جو آپ کو سننے پہ مجبور کر دیتی ہے۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ہر محبت میں سکون نہیں ہوتا، کبھی کبھی محبت بے چین رکھتی ہے۔ اور ایک گھر کو بنانے کے لئے سکون ہی تو سب کچھ ہوتا ہے۔ کوئی ایسی جگہ جہاں آپ جاؤ تو کوئی منفی خیال آپ کا پیچھا نہ کرے۔ کوئی ایسی جگہ جہاں آپ اندر تک پر سکون ہو جاؤ۔ ایسی جگہ کو گھر کہتے ہیں۔" اس نے بات مکمل کی تو ہر طرف ایک سکوت چھا گیا۔

"پھر لوگ انسانوں میں اپنا گھر کیسے ڈھونڈ لیتے ہیں؟" اس نے ایک نیا سوال کیا۔

"ایک ایسا شخص جو آپ کے سکون کی وجہ بنے۔ جس کے ساتھ آپ خود کو مکمل محسوس کریں۔ وہ شخص آپ کا گھر ہی تو ہوا۔"

"لیکن مکمل سکون تو کسی کو نہیں ملتا۔" اس نے جیسے یاد کروایا۔

"ملتا ہے۔ بالکل ملتا ہے۔ لیکن اس دنیا میں وہ سکون صرف وقتی ہوتا ہے۔ اصل سکون تو ہمیں اپنے حقیقی گھر میں ہی ملے گا۔" اس کی مسکراہٹ اب گہری ہو چکی تھی۔ ان نیلی سبز آنکھوں میں چمک سی آگئی تھی۔

"ہمارا حقیقی گھر کون سا ہے؟"

"جہاں ہم نے جانا ہے۔ جہاں سب نے جانا ہے۔ اور جہاں ہم سے پہلے آنے والے جا چکے ہیں۔"

"کیا وہاں سچ میں سکون ہو گا؟" اسے یقین نا آیا ایسی جگہ بھی ہے جہاں سب اچھا ہو گا۔

"بالکل لیکن صرف ان کے لئے جنہوں نے اس دنیا میں سکون نہیں تلاشا۔ جنہوں نے اس جہان کو چھوڑ اس جہان کی چاہت رکھی۔ سکون صرف ان کا مقدر ہو گا۔" اس کی آواز اب مدھم ہوتی جارہی تھی۔ رات کا اندھیرا گہرا ہوتا گیا۔ کہیں دور سے ایک آواز گونجی۔ آنکھوں کے سامنے کا منظر دھندلانے لگا۔

"اٹھ جاؤ۔" کوئی اسے بلا رہا تھا۔

"اٹھ بھی جاؤ یار!" آوازوں کا شور بڑھتا گیا۔

وہ یکدم کرنٹ کھا کر اٹھی تھی۔ کمرے کی تیز روشنی سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ سر میں درد کی ایک ٹھیس سی اٹھی۔ اس نے پلکیں جھپکائیں۔ آنکھوں کا دھندلا پن ذرا کم ہوا تو اطراف میں نظریں دہرائی۔

"مجھے لگا مر گئی ہو۔" پاس کھڑے ھادی نے اسے اپنی موجودگی کا احساس دلاتے ہوئے کہا۔ وہ جو ابھی ابھی ہوش سے بیدار ہوئی تھی اپنی آنکھیں ملتی اسے

دیکھنے لگی۔شام کو افطاری کے بعد وہ کافی تھکی ہوئی تھی اس لئے کچھ دیر سونے اپنے کمرے میں آئی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہیں۔" آئرہ کو غصہ سا چڑھا۔اس کے سر میں ہلکا پھلکا درد ہو رہا تھا اور وہ خواب؟ وہ اسے کیوں آرہے تھے...اسے سمجھ میں نہیں آیا۔

"میرے ہوم ورک میں مدد کردو پلیز۔" ھادی نے اپنے بستر پہ پڑی کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تنگ مت کرو ھادی اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔" وہ غصے سے بولتی دوبارہ لیٹ گئی لیکن نیند اب آنکھوں سے غائب ہو چکی تھی۔

"یار پلیز نہ مجھے ڈانٹ پڑ جائے گی۔" ھادی ضد کر رہا تھا اور آئرہ کا پارا چڑھتا جا رہا تھا۔اس نے آنکھیں بند کرلیں کے شاید نیند آجائے یا ھادی غائب ہو جائے۔

www.novelsclubb.com

یار بلی بہن نہیں ہو میری؟"اس کے بلی کہنے پہ آئرہ نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں "اور اٹھ بیٹھی۔

"تم بچو مجھ سے موٹے۔" وہ جارہانہ انداز میں بستر سے اتری اور اس کے پیچھے لپکی۔ وہ جو اسے اٹھتا دیکھ چکا تھا فوراً باہر کو بھاگا۔

آئرہ چلاتے ہوئے اس کے پیچھے آئی جب وہ راہداری سے گزر کر صوفے کی طرف بھاگا۔

"رک جاؤ موٹے آلو" ان کے بھاگنے کی آوازیں پورے گھر میں گونج رہی تھیں۔ حلیمہ فوراً کچن سے نکل آئی۔

"اللہ جی" وہ دونوں کو ایسا بھاگتا دیکھ سر پکڑ کر کھڑی ہو گئیں۔

"انسان بن جاؤ دونوں، کیا بچوں کی طرح بھاگ رہے ہو۔"

"ماما اس نے مجھے نیند سے جگایا۔" آئرہ صوفے کی ایک طرف رک کر بولی۔ جواب میں حلیمہ اونچا سا "ھادی تنگ نہ کیا کرو بہن ہے وہ۔" کہہ کر ڈانٹنے لگیں۔

"ماما یہ ہوم ورک میں میری مدد نہیں کر رہی تھی۔" وہ صوفے کہ دوسری طرف کھڑا شکایت کر رہا تھا، "آئرہ بھائی ہے تمہارا سن لیا کرو اس کی۔" اب حلیمہ آئرہ کو ڈانٹنے لگیں۔

"ماما اس نے مجھے بلی بولا۔" اب کی بار آئرہ صوفے کے گرد بھاگتی ہوئی بولی۔

"ھادی بڑی بہن ہے وہ!" حلیمہ دوبارہ ھادی کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ماما یہ بھی مجھے موٹا آلو بول رہی تھی۔" ھادی بھی آئرہ سے بچنے کے لئے ایک کونے سے بھاگ کر دوسرے کی طرف جا رہا تھا۔

"آئرہ موٹا ہے وہ!" بے دھیانی میں ان کے منہ سے چھوٹا کی جگہ موٹا نکل گیا۔

"یار ماما آپ بھی۔" ھادی مانو صدمے کے صوفے کے سامنے ہی رک گیا،اور آئرہ اگلے ہی لمحے اس کے پاس پہنچ کر قہقہے لگانے لگی۔

"میرے دل کی بات کر دی ماما آپ نے۔" وہ ہنستی ہوئی صوفے پہ گر سی گئی۔

"چپ کرو" حلیمہ نے اسے ڈانٹا اور ھادی کے پاس چلی آئیں جو دلبرداشتہ سا وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔

"بچا غلطی سے بول دیا۔" وہ پیار سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھے بول رہی تھیں۔

"کیونکہ یہ سچ تھا۔" آئرہ چہرے پہ مسکراہٹ لئے اپنا سارا غصہ بھلا بیٹھی۔

"آئرہ کھاؤ گی تم مجھ سے ایک۔" حلیمہ نے اسے آنکھیں دکھائی اور دوبارہ ھادی کی طرف دیکھنے لگیں۔

"اس کی بات پہ دیھان نا دو میری جان ایسے ہی بولتی رہتی ہے" وہ اب ھادی کو منانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"مجھے پتہ ہے آپ سب میرا مزاکھ اراتے ہیں۔میں اب سے کھانا ہی نہیں کھاؤں گا۔"وہ بھرے بھرے گالوں والا بچہ منہ پھلائے بولا تو آئرہ کی بھی مسکراہٹ سمٹی۔

"یار موٹے، میرا مطلب ھادی مذاق کر رہے تھے ہم۔تم تو بہت اسمارٹ ہو سچی"

"جی نہیں جھوٹ نہ بولیں۔میری کلاس میں سب مجھے یہی بول کر چڑھاتے ہیں۔ ماما میں کیا سچ میں اتنا موٹا ہوں؟"وہ اب انکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے اپنی ماں کو دیکھنے لگا۔سارا ماحول ہنسی مذاق سے ایک دم کافی اداس ہو گیا تھا۔آئرہ کو اس پہ انتہا کا ترس آیا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میرا بچہ، تم لوگوں کی باتیں کیوں سنتے ہو؟"حلیمہ اسے گلے سے لگائے پیار سے بولیں۔

"ہاں ھادی دوسروں کو گولی مارو۔تم تو میرے اسمارٹ سے بھائی ہو۔"وہ بھی اب اسے بہلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"پر تم ہی تو مجھے سب سے زیادہ موٹا بولتی ہو۔" وہ اب آنکھیں رگرتا اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں تو بھائی ہو تم میرے، تمہیں تنگ کرنے کا پورا حق ہے مجھے،اور صرف مجھے" وہ مجھے پہ زور دیتی بولی تو وہ بھی ہنس پڑا۔

"پھر مجھے بھی حق ہے جنگلی بلی" وہ شریر سی مسکراہٹ لئے اسے دیکھ رہا تھا اور آئرہ کی ہنسی کو بریک لگا۔

"موٹے ھادی!" وہ اٹھ بیٹھی تھی،اور ایسے ہی وہ تھوڑی دیر پہلے والا اداس ماحول پھر سے ہنسی مزاکھ میں تبدیل ہو گیا تھا۔ حلیمہ صداقت بھی اپنے دونوں بچوں کو دیکھ مسکرانے لگیں،ان کی دنیا تو ان کی آنکھوں کے سامنے تھی، لیکن کب تک؟

☆☆☆☆☆

رمضان جتنی جلدی آیا تھا اس سے کہیں زیادہ جلدی گزر رہا تھا۔ آج ایک عشرہ مکمل ہو گیا تھے۔ وہ مغرب کی نماز کے بعد اپنے کمرے میں بیٹھی قرآن کی تلاوت کر رہی تھیں جب کسی نے ان کے دروازے پہ دستک دی۔

"آجاؤ۔" قرآن سے نظریں ہٹا کر صفیہ نے دروازے کی طرف دیکھا تو اسد مرزا دروازہ ہلکا سا پھیر کر اندر آرہے تھے۔

"کیسی طبیعت ہے آپ کی امی؟" وہ بیڈ کے ساتھ پڑے سنگل صوفے پہ آکر بیٹھ گئے۔ صفیہ انہیں بیٹھتا دیکھ دوبارہ قرآن پڑھنے لگیں۔

"ابھی تک ناراض ہیں؟" وہ ماں کا یوں نظرانداز کرنا باخوبی سمجھتے تھے اس لئے خود ہی بول بیٹھے۔

"آپ کیوں نہیں سمجھ رہیں امی، وہ مجھے بھی اتنا ہی پیارا ہے جتنا آپ سب کو۔"

جب سے اسد نے ارحم کو بھیجنے کی بات کی تھی، تب سے صفیہ اور حماد ان سے بات

نہیں کر رہے تھے۔ارحم تو پہلے ہی غصہ تھا لیکن کوئی بھی اسد کی بات سننے کو جیسے تیار ہی نہ تھا۔

"میری بات سمجھنے کی کوشش کریں امی۔" وہ تھکان زدہ لہجہ لئے بولے۔

صفیہ نے قرآن بند کیا اور ساتھ پڑے سائڈ ٹیبل پہ رکھا۔پھر آنکھوں سے چشمہ اتارا اور اسد مرزا کی طرف دیکھا جو سر ہاتھوں میں دیئے مضطرب سے لگتے تھے۔

"پھر کیوں بھیج رہے ہو اسے ؟اس کی حالت دیکھی ہے نہ؟" وہ اب ارحم کے بارے میں بتا رہی تھیں جو پیچھلے کچھ دنوں سے بیمار بیمار رہنے لگا تھا۔

"میں جانتا ہوں امی لیکن آپ جانتی ہیں نہ یہ بھی ضروری ہے۔"

"کیوں ضروری ہے یہ اسد؟ تم مجھے کچھ بتا بھی تو نہیں رہے۔"

"آپ لوگوں کو ابھی سمجھ نہیں آئے گا امی۔اور مجھے ہشام بھائی کو جواب بھی تو دینا ہے۔" وہ اب اپنی مجبوری بتا رہے تھے۔

"ہشام؟؟تم یہ سب ہشام کے کہنے پہ کر رہے ہو؟"انھوں نے بے یقینی سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"نہیں امی! آپ کو کیا لگتا ہے میں اتنا پاگل ہو گیا ہوں؟"اسے ایسے ہی کسی رد عمل کی توقع تھی اس لئے وہ اس سلسلے کو زیادہ کھینچنا نہیں چاہتا تھا۔پر یہاں تو سب الٹا ہی ہو رہا تھا۔

"وہ کیوں اب اسے بلا رہا ہے۔"ہشام کے ذکر پہ ان کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"باپ ہے وہ اس کا امی۔"

"تب کدھر تھا پھر وہ جب اس کا بچا..."بولتے بولتے ان کی نظر دروازے کے باہر کھڑے ارحم پہ پڑی جو شاید دروازہ کھلا دیکھ اندر آنے والا تھا لیکن وہیں رک گیا۔

اتنی دور سے بھی صفیہ نے باپ کا نام سننے پہ اس کے چہرے پر تکلیف ابھرتی دیکھی۔اسد نے بھی اپنی ماں کی نظروں کا تعاقب کیا تو باہر کھڑے ارحم کو دیکھ وہ بھی پریشان ہو گئے۔

"ارحم۔۔"صفیہ نے اسے اندر بلانا چاہا لیکن وہ سنے بغیر چلا گیا۔

"ہائے میرا بچہ۔"ان کے منہ سے بے اختیار نکلا۔وہ جانتی تھیں ارحم نے ان کی باتیں سن لیں تبھی وہ ایسے گیا تھا۔ساتھ بیٹھے اسد کو بھی اچانک ہی افسوس ہوا۔

"ہشام کو بول دو میں اپنے بیٹے کو وہاں نہیں بھیجوں گی۔"صفیہ نے بات ختم کی اور اسد کو جانے کا اشارہ کیا۔وہ جو کسی امید سے ان کے پاس آیا تھا کہ وہ اسے منالیں گی،ان کا لہجہ دیکھ کے سمجھ گیا تھا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

☆☆☆☆☆

"کیا ہو گیا ہے؟ ابھی تو ٹھیک گیا تھا تو کمرے سے۔" ارحم کا سفید پڑتا چہرا دیکھ حماد نے اس سے پوچھا جو ابھی ہی شاور لے کر نکلا تھا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے مختصر سا جواب دیا اور اپنا فون اٹھا کر باہر جانے کو موڑا۔

"اتنی رات کو کہاں جا رہے ہو؟" حماد اسے جاتا دیکھ پریشان سا اس کے پیچھے آیا تھا۔

"گراؤنڈ تک جا رہا ہوں، تھوڑی دیر تک آجاؤں گا اور خبر دار تم میرے پیچھے آئے۔" آخر میں حماد کو تنبیہ کرتا وہ گھر سے نکل گیا۔ پیچھے کھڑا حماد جو ابھی اس کے ساتھ جانے والا تھا اس کی بات سن کر رک گیا۔

"یہ لڑکا پتہ نہیں کیا کرتا پھرتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

رات کے اس پہر باہر بہت کم لوگ تھے اور جو تھے وہ بھی شاید گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ آج ہواؤں نے طوفانی رخ پکڑ رکھا تھا اور آسمان پر بھی بادل تھے

جنہیں دیکھ بارش کا گمان ہوتا تھا۔ایسے میں وہ اپنے گھر سے تھوڑے ہی دور گراؤنڈ کی طرف تیز تیز قدم چلتا جا رہا تھا۔

جب سے وہ یہاں آیا تھا اس کا یہ معمول بن گیا تھا۔اسے کوئی بھی چیز پریشان کرتی تو وہ اس بڑے سے گراؤند کے چکر لگاتا جب تک وہ تھک نا جائے اور کبھی تو تھک جانے کے بعد بھی وہ رکتا نہیں تھا۔

گراؤنڈ کا چکر لگاتے اس کے کانوں میں بار بار اسد مرزا اور صفیہ مرزا کے الفاظ گونج رہے تھے۔

"اور مجھے ہشام بھائی کو جواب بھی تو دینا ہے۔" اپنے باپ کا ذکر سن اسے بہت سے احسسات نے آ گھیرا۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟؟"اس کی سماعت میں ایک آواز گونجی۔

"مجھے کتنا مان تھا تم پہ!! تم نے مجھے توڑ دیا آج۔"

"میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔"

آوازوں کا شور اس کے حواس پہ بھاری ہوتا جارہا تھا۔اس نے اپنی رفتار تیز کرلی۔

"چلے جاؤ تم یہاں سے!!!"

وہ اب چلنے کے بجائے دوڑنے لگا تھا۔گراؤنڈ کے گول گول چکر لگاتے اس کا سانس اکھڑ رہا تھا لیکن وہ رکا نہیں۔

"میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔"

"تم نے مجھے توڑ دیا آج۔"اس کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہورہی تھیں۔وہ ان آوازوں سے بھاگنا چاہتا تھا لیکن وہ تھی کہ پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہی تھیں۔

"بس کردو!!بس!!"بھاگتے ہوئے وہ پوری قوت سے چیخا۔

"یہ آپ نے کیا کردیا!!"

"قاتل ہو تم۔"

"مار دیا تم نے اسے !!" آوازیں تھم گئیں، ہوائیں ساکت ہو گئیں، ارحم کے قدم جم گئے، اور ایک لمحے کے لئے اس کی سانسیں بھی رک سی گئیں۔

وہ وہیں گھاس پر بیٹھتا چلا گیا، اس کی پیشانی پہ پسینے کی بوندیں نمایاں تھیں۔

کتنے ہی پل خاموشی کی نظر ہوئے۔ آوازوں کا شور مدھم ہو چکا تھا لیکن اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اس کے چہرے پہ پانی کی ایک بوند گری۔

کیا بارش ہو رہی تھی؟ اس نے اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔ ایک اور بوند اس کے دائیں گال سے لڑھکرا کر نیچے گری۔

ہاں بارش ہی تھی۔ بوندوں کی رفتار تیز ہو گئی۔

وہ ابھی بھی لمبے لمبے سانس لیتا اپنا تنفس بحال کر رہا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہاں بیٹھے بیٹھے ناجانے کتنی دیر گزر گئی۔اس نے ایک دفع اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن ٹانگوں میں جان نہیں تھی۔وہ جانتا تھا اگر تھوڑی دیر اور باہر رکا تو پھر بیمار ہو جائے گا لیکن اس میں جیسے اٹھنے کی ہمت ہی نہیں رہی۔

"ارحم!!"آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔بھاگتے ہوئے قدم اس کے پاس آکر رک گئے لیکن اس نے اوپر نہیں دیکھا۔اسے ضرورت ہی نہیں پڑی۔اتنی رات کو اس کے منا کرنے کے باوجود بھی صرف ایک ہی شخص اس کے پیچھے آسکتا ہے۔

"پاگل ہو گئے ہو؟؟"حماد غصے میں اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے بولا۔

"ابھی تم ٹھیک ہوئے تھے، پھر بیمار ہونا ہے کیا؟"وہ اب اسے کھینچتا ہوا اپنے ساتھ لے کر جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ ڈانٹ بھی رہا تھا۔

"چھاتا نہیں لایا تو؟" ارحم نے دھیمے سے پوچھا تو وہ جو ابھی اسے عظیم القابات سے نواز رہا تھا پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

"چھاتا؟"

ہاں بارش میں بھیگ رہا ہوں میں، تم چھاتا نہیں لائے۔" اس کی آواز میں زمانے بھر کی تھکان تھی۔

"ارحم؟" حماد نے پہلے غور سے اسے دیکھا اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

"بارش نہیں ہو رہی۔" وہ جو خاموشی سے ساتھ چل رہا ایک جھٹکے سے رکا۔ اس نے بھی پہلے حماد کو دیکھا اور پھر چہرہ موڑ کر اوپر دیکھا۔ واقع بارش نہیں ہو رہی تھی۔ اوپر خالی سیاہ بادل تھے۔ پھر اس نے اپنے کپڑوں کو دیکھا جو کہیں سے بھی بھیگے ہوئے نہیں تھے۔ کسی احساس کے تحت اس نے اپنے چہرے پہ بھی ہاتھ پھیرا لیکن کوئی پانی نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

کیا وہ سب اس کا وہم تھا؟ اسے شک پڑا لیکن۔۔۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" حماد نے اس سے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔ ارحم کو دیکھ ایک عجیب سا خوف اس کے دل میں آگیا تھا۔

"کچھ نہیں چلو۔۔" وہ دوبارہ قدم اٹھاتا گھر کی طرف بڑھا۔

"یہ سب پھر سے نہیں ہو سکتا۔" وہ اپنے ذہن میں ایک ہی بات بار بار دہرانے لگا۔

☆☆☆☆☆

"کتنی بے وقوف ہو تم۔" مصعب اس کے سر پہ ایک ہلکی سی چپیڑ رسید کرتے ہوئے بولا تو وہ جو ڈر ڈر کر ماچس سے آگ جلا رہی تھی اس کے مارنے پہ غصے سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"کیا مسئلہ ہے۔" بگڑے تیور لئے وہ جلتی ہوئی ماچس اس کے سامنے کئے پوچھ رہی تھی۔ مصعب نے بائیں ہاتھ سے اس سے ماچس کی ڈبی کھینچی اور ذرا سا آگے کو ہو کر پھونک مارتے ہوئے ماچس بجھا دی۔

"ایسے نہیں جلاتے آگ۔" وہ اب اسے پیچھے کرتے ہوئے بولا۔

"مجھے غور سے دیکھو۔" وہ دونوں چھپ کر نور لعین کے کچن میں نوڈلز بنا رہے تھے جہاں پچھلے پانچ منٹ سے آئرہ چولہا جلانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"شکل ہے تمہاری دیکھنے والی؟" اس کا دل ہی برا ہو گیا تھا۔

"حسین چیزیں کہاں اچھی لگتی ہیں تمہیں۔" وہ اب سلور کی پتیلی میں پانی ڈال رہا تھا ساتھ ہی آئرہ کو نوڈلز کا پیکٹ کھولنے کا اشارہ کیا۔

"بس بس، اگر حسین چیزیں ایسی ہوتی ہیں تو مجھے نہیں دیکھنی۔" نوڈلز اس کے سامنے کرتی وہ منہ بگار بگار کر بات کر رہی تھی۔

"ہاں ہاں تم کیوں دیکھو گی۔ ویسے بھی ادرک کیا جانے بندر کا سواد۔" اس نے نوڈلز ابلنے کے لئے ڈالے تو پیچھے کھڑی آئرہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اف آہستہ!! ماما آگئیں تو دونو کو کچن سے نکال دیں گیں۔" وہ اس کے زور سے ہنسنے پہ اسے ڈانٹنے لگا۔

"سوری سوری۔" اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ اب خاموشی سے ہنسنے لگی۔ مصعب کو سمجھ نہ آئی کے ایسا بھی کیا ہوا کہ ہنسنا اتنا ضروری ہے۔

"کیوں جنگلی بلیوں کی طرح ہنس رہی ہو؟ کون سا جوک سنایا میں نے۔"

"بندر والا۔" اس نے منہ پہ ہاتھ رکھ کر ہنسی کو روکنا چاہا۔

"اب کیا غلط بول دیا میں نے؟"

"صالح بھائی سے پوچھنا۔" اس کی بات پہ وہ منہ بسورتا دوبارہ نوڈلز کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اس کا مصالحہ کدھر ہے؟" نوڈلز کو ابلتا ہوا دیکھا تو وہ مصالحہ ڈھونڈتے ہوئے آئرہ سے پوچھنے لگا۔

"اوو۔۔" وہ جو ابھی نوڈلز کا خالی پیکٹ پھینک کر آئی تھی، مصعب کے سوال پہ اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا کیا ہے تم نے آئرہ۔" وہ جان گیا تھا آئرہ کے اس ری ایکشن کا مطلب اس نے کوئی الٹا ایکشن کیا ہے۔

"وہ مصالحے والا پیکٹ تو میں نے شاید غلطی سے نوڈلز کے خالی پیکٹ کے ساتھ پھینک دیا۔" اس کی بات پہ مصعب نے ڈھیروں غصہ ضبط کیا۔ وہ جانتا تھا آئرہ کے ساتھ کام کرنے پہ کوئی نا کوئی جھول تو ضرور ہو گا۔

"بے وقوف لڑکی، کب عقل آئی گی تمہیں۔" وہ اسے ہلکی آواز میں ڈانٹتا ڈسٹ بن کی طرف بڑھا۔ نوڈلز کا خالی پیکٹ وہاں نہیں تھا۔

"کدھر پھینکا ہے؟"

"ادھر نہیں پھینکا تھا۔۔۔"آئرہ نے بمشکل چہرے پہ مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

"کہاں پھینکا ہے پھر؟"اس نے نظریں تیکھی کر کے اسے دیکھا۔آئرہ نے اپنی شہادت کی انگلی سے کچن کے ایک کونے میں بنی کھڑکی کی طرف اشارہ کیا جو تھوڑی سی کھولی ہوئی تھی۔

مصعب نے پہلے آئرہ کو دیکھا اور پھر باہر کی طرف کھلی کھڑکی کو۔پھر ایک بار اسے دوبارہ دیکھا اور اگلے ہی لمحے کھڑکی کی طرف بڑھا۔یہ کھڑکی تیسرے پورشن پہ تھی جو ایک خالی سے پلاٹ کی طرف کھلتی تھی۔کھڑکی سے جھانک کر جب اس نے نیچے دیکھا تو اس بار اسے خود پہ غصہ آیا۔کون سا کیڑا کاٹا تھا اسے کے وہ آئرہ کے ساتھ کچن میں آگیا۔

"اس وقت میرا دل کر رہا ہے میں تمہیں بھی یہاں سے نیچے پھینک دوں۔"اس نے آئرہ کو غصے سے کہا تو آئرہ کی پھیکی مسکراہٹ بالکل غائب ہو گئی۔

"میں نے دھیان نہیں دیا تھانہ۔" اس نے اپنی صفائی پیش کی۔اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا انہیں کسی کے قدموں کی آواز آئی۔

"تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟" عنایہ کچن میں پانی لینے آئی تھی جب دونوں کو وہاں کھڑے ہوئے دیکھا۔اس کی نظران سے ہوتی چولہے پہ پڑے پتیلے کی طرف گئی۔

"اومائی!!" وہ بھاگتی ہوئی چولہے کی طرف گئی جس کا فلیم اتنا تیز تھا کے سارا پانی سوکھ چکا تھااور تو اور نوڈلز بھی ساتھ لگ گئے۔

"یہ کیا کر دیا۔" وہ دونوں کی طرف پلٹی تو جہاں آئرہ نے شاک سے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا وہیں مصعب نے آنکھیں میچ لیں۔اب تو وہ گیا۔اس کی ماں اسے نہیں چھوڑیں گی۔

وہ قدم قدم چلتا پتیلی کے پاس آیا تو نیچے سے پتیلی سیاہ کالی ہو گئی تھی۔آئرہ کے چکر میں وہ بھول ہی گیا تھا کے چولہا کتنا تیز چھوڑا ہے،اور تو اور انہیں جلنے کی بو بھی نہیں آئی۔

"اب کیا ہو گا؟"آئرہ نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا تو دونوں نے گھوم کر اسے دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟میں تو بس پوچھ رہی ہوں۔"ان کے ایسے دیکھنے پہ وہ گڑبڑا گئی۔

"کر کیا رہے تھے تم دونوں۔"یہ سوال عنایہ کی طرف سے تھا۔

"نوڈلز کھانے کی ناکام کوشش۔"ائرہ نے دونوں کے ساتھ آ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے بغیر؟؟"اس نے مصنوعی خفگی لئے انہیں دیکھا تو مصعب کے تیور چڑھے۔

"آؤ کھاؤ یہ جلے ہوئے نوڈلز اور پیٹ نہ بھرے تو وہ کھڑکی سے کود کر ساتھ والے خالی پلاٹ میں مصالحے کا پیکٹ ہو گا وہ بھی کھا لینا۔"اس نے کھڑکی کی طرف اشارہ کیا تو آئرہ نے نظریں فرش پہ مرکوز کر لیں جیسے پہلی دفع دیکھا ہو کے نیچے ایک فرش بھی ہے۔

"سارے پاگل میرے گھر آ گئے۔"وہ ایک دم پھٹ پڑا تھا۔اس نے افطاری اتنی خاص نہیں کی تھی تو سوچا نوڈلز کھا لے گا، لیکن پھر اسے آئرہ کا خیال آیا تو اسے بھی بلا لیا۔پر اسے کیا پتہ تھا اسے نوڈلز نہیں امی کی ڈانٹ ملے گی جب وہ ان کے برتنوں کا حال دیکھیں گی۔

"اچھا سوری نہ غلطی ہو گئی۔"آئرہ نے معافی مانگی جس پہ مصعب نے بس ایک نظر اس پہ ڈالی۔وہ خود آئرہ کو لایا تھا اس لئے اس پہ غصہ کرنا فضول تھا۔

"اب اسے صاف کیسے کریں گے ؟"عنایہ نے اپنے ہونے کا احساس دلایا تو مصعب اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"میں اسے دھودوں گا تم دونوں جاؤ۔"وہ دونوں کو مزید کچن میں رکھ کر کام خراب نہیں کر سکتا۔

"میں مدد کر دیتی ہوں۔"آئرہ کو اچھا نہیں لگ رہا تھا سارا کام اس پہ چھوڑ کر۔

"نہیں تم جاؤ عنو کے ساتھ۔"وہ اسے جانے کا کہہ کر جلے ہوئے نوڈلز کچرے میں پھینکنے لگا۔

☆☆☆☆☆

"نور چچی زیادہ ڈانٹیں گی تو نہیں نہ ؟"آئرہ عنایہ کے ساتھ اس کے کمرے میں آگئی تھی۔

"اگر بھائی نے بالکل صاف کر دی تو نہیں ورنہ۔۔۔"اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"افف کتنی پاگل ہوں میں۔"آئرہ خود کو کوسنے لگی۔نور چچی نے کبھی اسے ڈانٹا تو نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ ان کے غصے سے واقف تھی۔

"فکر نہ کرو کچھ نہیں ہوتا۔"عنایہ نے اس کی پریشانی دیکھ لی تھی اس لئے اسے تسلی دینی چاہی۔

"اللہ کرے۔۔"وہ بول ہی رہی تھی کہ کسی نے زور سے کمرے کا دروازہ کھولا۔

"گوڈ مارننگ!!"ایک بھاری آواز پورے کمرے میں گونجی تھی۔

"گوڈ نائیٹ۔"عنایہ نے اس کی اصلاح کی۔

"میں ابھی اٹھا ہوں تو مارننگ ہی ہوئی۔"فصیح مزے سے اندر آتا ہوا بولا لیکن پھر آئرہ کو بیڈ پہ بیٹھا دیکھ ٹھٹھکا۔

"تم ادھر کدھر؟" فصیح نے ایک پیاری سی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے آئرہ کو مخاطب کیا تو عنو نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"غلطی سے آ گئی تھی، اب جا رہی ہوں۔" آئرہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو فصیح کی شریر سی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"میں تو ابھی آیا تم کدھ جا رہی ہو۔" وہ کارپٹ پہ پڑے میٹرس کی طرف بڑھا اور پھر وہیں بیٹھ گیا۔

"اپنے گھر۔" وہ دروازے تک جا رہی تھی جب عنو کی آواز پہ رکی۔

"اؤے یاد آیا، بھائی نے کہا تھا تمہیں تمہاری کتاب دینی ہے۔" وہ فوراً سے اٹھ کر بوک شیلف کی طرف گئی اور اندر سے ایک کتاب نکالنے لگی۔

"شکر تمہیں یاد تو آیا۔"

"یہ لو۔" وہ ایک موٹی سی کتاب آئرہ کو پکڑاتے ہوئے بولی۔ وہ ایک انگلش ناول تھا جس کے اوپر بڑا سا لکھا تھا

"From blood and ash"

جو آئرہ نے عنو کو پڑھنے کے لئے دیا تھا۔

"تمہیں پسند آئی؟" آئرہ نے اس سے پوچھا تو وہ ناک سکوڑے اسے بتانے لگی۔

"بالکل نہیں۔ ایک لفظ جو مجھے سمجھ آیا ہو اتنے عجیب عجیب نام تھے توبہ۔"

"فینٹسی کا الف تو تمہیں پتہ نہیں ہے۔" وہ عنو کا اس کی کتاب کو برا کہنے پہ خفا ہوئی۔

"جی نہیں میں نے ہیری پوٹر پڑھی ہے۔" اس نے اپنی صفائی میں بولا۔

"پہلے دو صفحے بس۔" آئرہ نے اسے یاد کروایا۔

www.novelsclubb.com

"میں بھی ہوں یہاں۔" دونوں کو بات کرتے دیکھ فصیح کو اپنا آپ اگنور ہوتا محسوس ہوا۔

"سوری میں نے نہیں دیکھا۔" آئرہ ایک نظر اس پہ ڈالتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

اسے پہلے ہی مصعب کو لے کر افسوس ہو رہا تھا پھر عنو کا اس کی کتاب کو برا کہنے پہ تپ چڑھی اور پھر فصیح کا فضول میں فری ہونا اسے بالکل نہیں پسند تھا۔

یہ تینو بہن بھائی بہت الگ تھے۔ جہاں مصعب تھوڑا سمجھدار تھا وہیں فصیح انتہا کا شوخ ثابت ہوا تھا اور عنایہ دونوں کے بر عکس اپنی دنیا میں رہنے والی لڑکی تھی۔

ویسے الگ تو وہ اور ھادی بھی تھے لیکن خیر۔۔

☆☆☆☆☆

شروع کے پندرہ روزے آنکھ جھپکتے ہی گزر گئے تھے، اور گرمیوں کی دھوپ اپنا قہر برسا رہی تھی لیکن ملک ہاؤس میں کس کو پرواہ تھی، وہاں تو آج خوشی کا ماحول تھا

کیونکہ سلیم مرزا آج گھر تشریف لا رہے تھے۔ان کی شام کی فلائیٹ تھی اور رات تک وہ گھر پہنچنے والے تھے۔ھادی اور آئرہ صبح سے ان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

"خبردار ھادی تم نے میری چاکلیٹس کو آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا۔" آئرہ اپنے انداز میں ھادی کو تنبیہ کر رہی تھی۔

"کیوں جی، میری بھی تو ہوں گی نا" وہ بھوری آنکھوں میں شرارت لئے بولا تھا۔

"موٹے سوچنا بھی مت۔" اب کی بار ھادی کے سٹائل سے سیٹ کئے گئے بالوں کو خراب کرتی وہ وہاں سے کھڑی ہو گئی۔

"اوئے ! بالوں والا مذاق نہیں ہے۔" وہ اپنے بال پھر سے سیٹ کرنے لگا اور آئرہ اسے زبان دیکھا کے حلیمہ کے پاس چلی آئی۔

"ماما جی کب آئین گے بابا۔" وہ پیچھلے ایک گھنٹے میں تیسری دفعہ پوچھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بتایا تو ہے، دس بجے فلائٹ لینڈ کرے گی۔"

"اچھا پھر آپ کیا بنا رہی ہیں اپنے شہزادے سلیم کے لئے۔" وہ چہرے پہ سادگی لئے پوچھ رہی تھی پر اس کی مسکراہٹ معنی خیز تھی۔

"شرم کر لیا کر لڑکی۔ ماں سے ایسے بات کرتے ہیں۔" وہ اسے خفگی سے دیکھتی دوبارہ بریانی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"آپ ہی تو کہتی ہیں مجھ سے دوستوں کی طرح باتیں شئیر کیا کرو۔ اب میں ملیشا لوگوں سے ایسے ہی بات کرتی ہوں۔" وہ بھی پھر آئرہ سلیم تھی، باتوں میں کوئی بھلا اس سے جیت سکتا تھا؟

"اچھا سہیلی صاحبہ اب مجھے ذرا کام کر لینے دیں اور جاؤ تمہاری نصرت تائی تمہیں بلا رہی تھی۔ کسی سے ملوانا تھا انھوں نے تمہیں۔" حلیمہ نے اسے بتایا تو آئرہ کی مستی بھری چال یکدم بدلی۔

www.novelsclubb.com

"یار اب کون آ گیا، اور یہ کیا تائی امی مجھے ہر کسی سے ملواتی رہتی ہیں۔ اپنے بچوں کو ملوائیں نہ۔"

"انسان بنو اور یہ ڈوپٹا ٹھیک سے پھیلاؤ، بلکہ سر پہ لو۔" انہوں نے تاکید کی۔

"ٹھیک ہی تو ہے۔" اس نے ڈوپٹا مفلر کی طرح گردن میں کیا اور کچن سے باہر نکل آئی۔

وہ نیچے جا رہی تھی جب لاؤنج سے اسے باتوں کی آوازیں آئی۔

"ہاں میرا احسام تو للہ کے کرم سے بہت ذمہ دار بچہ ہے۔" یہ نصرت تائی کی آواز تھی جو ہمیشہ کی طرح اپنے بچوں کے گن گا رہی تھیں۔

"جی جی آپ کا بیٹا ہے، ذمہ دار تو ہو گا۔" ایک عورت کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس کے قدم ڈھیلے پڑے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اف ایک نئی آنٹی۔"آئرہ منہ میں بڑبڑائی۔ مہینے میں ایک سے دو دفع نصرت تائی کی کوئی نہ کوئی دوست گھر آتی تھی،اور پھر گھنٹوں باتیں کم اور چغلیاں زیادہ کر کے چلی جاتی۔ابھی بھی انہیں میں سے کوئی آیا ہو گا،آئرہ نے دل میں سوچا اور مرے مرے قدموں کے ساتھ نیچے آئی۔

"ارے آئرہ بیٹا۔"نصرت نے لہجے میں ڈھیروں میٹھاس گھولے اسے اپنے پاس بلایا۔وہ جو اپنی ناگواری چھپانے کی کوشش کر رہی تھی انہیں دیکھ ایک زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے پاس آگئی۔

السلام وعلیکم۔"آئرہ نے سلام کیا تو سامنے بیٹھی عورت نے اسے سر تا پیر دیکھا۔ گلابی رنگ کی کرتا سٹائل کمیز اور سفید رنگ کے ٹراؤزر میں ملبوس،لمبے بھورے بالوں کو ڈھیلی پونی کی سورت باندھے،سفید رنگ کا ڈپٹہ گلے میں ڈالے وہ تر و تازہ سی لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ان سے ملو آئرہ یہ میری کالج کے وقتوں کی دوست ہے فرحت، اور فرحت یہ سلیم بھائی کی بڑی بیٹی اور میری پھولوں جیسی گڑیا ہے آئرہ۔" نصرت اب دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کروا رہی تھیں۔ آئرہ نے بھی فرحت کو جانچتی نظروں سے دیکھا۔ گلے میں سونے کا بھاری سیٹ پہنے، ہاتھوں میں موٹی موٹی سونے کی چوڑیاں پہنے وہ چالیس پینتالیس کے قریب لگتی تھیں۔ گھنگریالے بالوں کو جوڑے میں باندھے، ڈوپٹہ جو سر کے سر سے نیچے گر گیا تھا، وہ یا تو امیر تھیں یا دیکھا رہی تھیں۔ اور جتنا وہ تیار ہوئی تھیں انہیں دیکھ کر یہی لگ رہا تھا کے وہ بس دیکھا ہی رہی ہیں۔

www.novelsclubb.com

اتنی گرمی میں کون ایسے بھاری بھاری سیٹ پہنتا ہے؟ آئرہ کو الجھن ہوئی۔

"کتنی پیاری بچی ہے یہ۔" فرحت نے اس کے چہرے پہ پیار دیتے ہوئے کہا۔ ان کی ڈارک لیپسٹیک کا نشان آئرہ کے گال پہ پڑھ گیا جسے اس نے ہاتھوں کی پشت سے صاف کیا۔

"ادھر بیٹھو۔" انہوں نے اسے ساتھ بیٹھنے کا کہا تو وہ جھجھکتی ہوئی ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"کس پہ گئی ہے یہ بہت ہی پیاری ہے۔" فرحت نے نصرت سے پوچھا۔

"اپنے دھدیحال پہ اور کس پہ۔" نصرت نے ایک فخر سے بتایا تو آئرہ جو اپنی ناگواری چھپا رہی تھی ان کی بات پہ اس کے تاثرات بدلے۔

"اپنی ماما پہ۔" آئرہ نے نصرت کی بات نظرانداز کرتے ہوئے ذرا اونچا سا بولا۔ اس کی آواز پہ جہاں فرحت نے اسے دیکھا وہیں نصرت کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"ہاں اس کی آنکھیں ماں پہ گئیں ہیں۔" نصرت نے بات سنبھالتے ہوئے کہا۔

"صرف آنکھیں نہیں۔۔"

"اچھا سعدیہ کیسی ہے؟" اس سے پہلے وہ کچھ اور بولتی نصرت نے اس کی بات کاٹ دی۔

"اللہ کا شکر ہے۔آج کل بس کتابوں میں سر دیئے بیٹھی رہتی ہے۔یونیورسٹی جاتی ہے نہ۔"انہوں نے شاید ان کی بیٹی کا پوچھا تھا۔فرحت کے انداز میں ایک فخر در آیا جسے دیکھ آئرہ جان گئی تھی کہ ان کی بیٹی کا ہی ذکر ہو رہا ہے۔

"ہاں اب تو کافی بڑی ہو گئی ہے۔صالح بھی بس آج کل کمرے میں بیٹھا پڑھائی کرتا رہتا ہے۔"ان کی بات پہ آئرہ نے اپنی ہنسی کا گلا گھونٹا۔صالح بھائی اور پڑھائی؟ نائس جوک۔اس نے من ہی من میں صالح کو پڑھتے ہوئے سوچا تو بمشکل اپنی مسکراہٹ روکی۔

"آپ کون سی کلاس میں ہو بیٹا؟"فرحت نے اب اسے مخاطب کیا۔

"فرسٹ ائیر۔"

"ماشاءاللہ،کون سے سبجیکٹس ہیں آپ کے؟"

www.novelsclubb.com

"میڈیکل۔" وہ اب گفتگو کا مرکز بن گئی تھی۔ یہ ان آنٹیوں کو پتہ نہیں پڑھائی سے کیا لگاؤ ہوتا ہے۔

"اچھا دیکھنے میں اتنی بڑی نہیں لگتی ہو۔" انہوں نے اس کے قد کی طرف اشارہ کیا تھا جو ان سے تھوڑا ہی چھوٹا ہوگا۔

"آنٹی میں اپنی ایج اور ہائٹ کے حساب سے بالکل ٹھیک ہوں۔" اس کا لہجا سپاٹ تھا۔

"جی بیٹا لیکن لڑکیاں تو لمبی اچھی لگتی ہیں نہ۔ اب میری سعدیہ کو ہی لے لو، اپنی دوستوں میں سب سے لمبا قد ہے میری بچی کا۔ خاندان کی باقی لڑکیاں اس کے آگے تو کچھ ہیں ہی نہیں۔" تو یہ ساری بات گھوم پھر کر ان کی بیٹی کی طرف ہی آنی تھی۔ آئرہ کو انہیں دیکھ یقین ہو گیا کہ وہ نصرت تائی کی ہی دوست ہیں۔

"پھر تو لڑکوں کے سامنے انہیں جھک کر بات کرنا پڑتا ہو گا ہے نہ؟ یا آپ ان کے لئے شوہر بھی لمبا!!!۔۔۔ ساڈھونڈیں گی؟" آئزہ نے لمبا کو کھینچھتے ہوئے کہا۔ اس کے سوال پہ فرحت کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا جسے دیکھ نصرت کو غصہ چڑھا۔

"آئزہ بیٹا آپ جاؤ۔ ہم بڑوں کو بات کرنے دو۔" انہوں نے گھورتے ہوئے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ مزے سے اٹھ گئی۔

"اللہ حافظ آنٹی۔ اور اپنی بیٹی کو میرا سلام کہنا۔" وہ جلا دینے والے انداز میں بولتی اوپر کو لپکی۔

"اب اگلی بار نصرت تائی مجھے بلانے سے پہلے دس بار سوچیں گی۔" اس نے ہنستے ہوئے سوچا اور بھاگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔

☆☆☆☆☆

سورج اپنے عروج پر تھا۔ باہر گرمی کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔ اسد مرزا اپنے کمرے میں موجود آفس کی کچھ فائلز دیکھ رہے تھے جب دروازہ کھول وہ اندر آیا۔

قدموں کی چاپ پہچانتے اسد نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا تو اسے وہاں کھڑا دیکھ حیران ہوئے۔

"ارحم؟"

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" آج پورے دو ہفتے بعد ارحم ان سے ملنے آیا تھا ورنہ ایک ہی گھر میں رہنے کے باوجود کا ان ایک دوسرے سے سامنا نہیں ہوا تھا۔ یا ارحم ہونے نہیں دیتا تھا۔

"آؤ بیٹھو۔" انہوں نے اپنے سامنے سے فائلز اٹھا کر ایک طرف کیں اور اس کے بیٹھنے کے لئے جگہ بنائی۔ وہ خاموشی سے آ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کیا بات تھی؟"اسد نے اس کو جانچتی نظروں سے دیکھا لیکن اس کا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثر سے خالی تھا۔

"میں اسلام آباد جانے کے لئے تیار ہوں۔"

اس نے مانو اسد مرزا پہ ایک بم چھوڑا تھا۔

"کیا؟"انہوں نے حیرت سے پوچھا جیسے سننے میں غلطی ہو گئی ہو۔

"میں اسلام آباد جانے کے لئے تیار ہوں۔"اس نے ایک ایک لفظ پہ زور دے کر کہا۔

"میں اسلام آباد نہیں جاؤں گا۔"اسد کو اس کے آفس میں کہے گئے الفاظ یاد آئے۔

"پر تم تو۔۔"

"میں بس یہی کہنے آیا تھا۔ آپ بندوبست کر دیں۔ میں ایک دو دن تک جانا پسند کروں گا۔" اس نے ان کو بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔

"آپ نے میری مائیگریشن ویسے بھی کروادی تھی۔ میں گرمیوں کی چھوٹیاں ختم ہوتے ہی وہیں سے کلاسز شروع کر دوں گا۔" اس نے اپنی بات مکمل کی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

شاید وہ وہاں بس اپنی سنانے آیا تھا اور اب سنا کے جا رہا تھا۔ اسد مرزا نے ہمیشہ کی طرح اس کے پیچھے بند ہوتے دروازے کو دیکھا۔

یہ اچانک اسے کیا ہوا تھا؟ انہوں نے تو سوچا کہ اب کوئی اسے نہیں منا سکے گا لیکن یہاں تو وہ خود ہی مان گیا تھا۔

اسد مرزا نے فوراً ہی سائڈ ٹیبل پہ پڑا فون اٹھایا اور کسی کو کال ملائی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں بھائی ارحم مان گیا ہے۔" رابطہ ملتے ہی وہ بول اٹھے۔ دوسری طرف سے کچھ کہا گیا جسے سن اسد مرزا نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں نے بس ایک شرط پہ اسے وہاں بھیجا ہے بھائی اور آپ جانتے ہیں۔"

"نہیں وہ آپ کے ساتھ نہیں رہے گا۔" ان کے انداز میں سختی در آئی۔

"جی میں نے اس کے رہنے کا انتظام کر لیا ہے۔"

"وہ وہاں آئے گا تو میں آپ کو بتا دوں گا لیکن آپ کو یاد ہے نہ کہ آپ اس سے ملنے نہیں جائیں گے۔" انہوں نے یاد دہانی کروائی۔

"جی ٹھیک ہے۔" بات ختم کرکے اسد مرزا نے فون کان سے ہٹایا اور کافی دیر وہاں بیٹھے رہے۔

کیا وہ جو کر رہے تھے وہ صحیح تھا؟ یہ خیال بار بار ان کے ذہن میں آتا لیکن وہ اسے جھٹک دیتے۔ اس وقت ان کے بھتیجے سے زیادہ ضروری ان کے لئے اور کچھ نہ تھا۔

کمرے کے باہر، دیوار سے ٹیک لگائے وہ خالی خالی نظروں سے چھت کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے اسد مرزا کی گفتگو سن لی تھی اور وہ یہ بھی جان گیا تھا کے گفتگو کس سے کی گئی تھی۔

"کیا میں نے جزبات میں آکر غلط فیصلہ تو نہیں لے لیا نہ۔" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا۔ وہ ناجانے کس سے بھاگ رہا تھا؟ خود سے؟ ان آوازوں سے؟ اس شہر سے؟ یا اس رات سے؟ ان سوالوں کا جواب تو اس کے پاس بھی نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

وقت تھا رات کے دس بج کے پندرہ منٹ کا اور گھر تھا ملک ہاؤس جہاں کے مقین اب سلیم ملک کی آمد کے لئے بے تاب کھڑے تھے۔ ان کے آنے پہ ہمیشہ ایسا ہی ماحول ہوتا تھا۔ عابدہ محبوب باہر لاؤنج میں بیٹھی تسبیح کے دانے گن رہی تھیں جب

آئرہ چہکتی ہوئی ان کے پاس آئی۔"اب تو بابا آنے والے ہیں۔اب بس کر دیں۔"
وہ ان کے ساتھ ڈبل صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولی۔ھادی بھی اس کے پیچھے پیچھے
نیچے آیا تھا البتہ حلیمہ صداقت ابھی اوپر ہی تھیں۔

"میری جان جب تک میرا بیٹا میری آنکھوں کے سامنے آنہیں جاتا میں ایسی ہی دعا
کرتی رہوں گی۔"وہ اس کے سر پہ ہاتھ رکھے مسکرا کے بتانے لگیں۔عابدہ محبوب
کو آئرہ سلیم سے بے حد محبت تھی وہ ان کی چہیتی پوتی جو تھی۔

"پھر تو بابا ضرور خیریت سے ہی آئیں گے۔ماما کہتی ہیں ماؤں کی دعاؤں میں بہت اثر
ہوتا ہے۔"ھادی بھی خوشی سے ان کے گلے لگ کر بولا تھا۔

"ہاں میرے بچے ایسا ہی ہے۔"

"یار دادو میں بھی آپ کا ہی پوتا ہوں۔"مصعب خفگی سے ان کی طرف چلا آرہا
تھا۔

www.novelsclubb.com

"جی نہیں یہ پہلے میری دادو ہیں۔ تم جاؤ نکلو۔" آئرہ اسے چڑاتے ہوئے بولی۔

"بلی کہیں کی۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے دوسرے صوفے پہ بیٹھا تھا۔

"سن رہی ہوں میں، چھچھوندر" وہ بھی پورا پورا جواب دے رہی بولی تھی۔

"اچھا بس کر دیا کرو تم لوگ بھی۔ جب دیکھو لڑتے رہتے ہو۔" اب کی بار نصرت کانچ کے گلاس ٹیبل پہ رکھتی بولی تھیں۔

"تائی یہ۔۔۔" اس سے پہلے کہ آئرہ مزید کچھ بولتی باہر گیٹ پہ اچانک شور برپا تھا۔ سلیم ملک کی آمد کا شور۔ آئرہ فوراً سے اٹھ کے دروازے کی جانب بھاگی تھی اور اس کے وہاں پہنچتے ہی سامنے سے سلیم مرزا چلے آ رہے تھے۔ پینٹ شرٹ میں ملبوس وہ دراز قد آدمی بہت وجیہ لگتے تھے۔ ان کو دیکھتے ہی آئرہ ان کے گلے لگی گئی۔

"Baba I missed you so much"

(بابا میں نے آپ کو بہت یاد کیا تھا)"

سلیم ملک نے بھی اسے خود سے لپٹے دیکھ اس کے سر کو پیار سے چوما تھا۔

"میرے سے زیادہ نہیں بابا کی جان"

"بابا!!" ھادی بھی پیچھے سے بھاگتا ہوا آ کے ان کے گلے سے لگا تو وہ وہیں گھوٹنوں کے بل بیٹھ کے اپنے بچوں کو پیار کرنے لگے۔

"اچھا اب اندر بھی آنے دو۔" حسام کی آواز پہ دونوں نے اس کو دیکھا اور باپ سے الگ ہو گئے۔

"چلیں بابا" آئرہ ان کا ہاتھ پکڑے اندر لے آئی تھی۔ ھادی بھی ساتھ ہی تھا، اور پیچھے سے حسام اور نوید ساتھ ساتھ آئے تھے۔

اندر سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر سلیم ملک کو مل رہے تھے۔ حلیمہ بھی نیچے آ چکی تھی تو سب وہیں باہر لاؤنج میں بیٹھ گئے۔ آئرہ اور ھادی تو باپ کے ساتھ ہی چپکے

ہوئے تھے اور سلیم ملک ہر تھوڑی دیر بعد ان سے کوئی بات کرتے جس کا وہ بہت خوشی سے جواب دیتے تھے۔

"بابا آپ پورا آدھا گھنٹا لیٹ ہیں۔" آئرہ نے وقت دیکھتے ہوئے انہیں بتایا تھا۔

"بچہ گاری راستے میں تھوڑی خراب ہو گئی تھی اس لئے۔" وہ بھی آرام سے اس کے سوالوں کا جواب دیتے تھے۔ ان کے لہجے میں ٹھیراؤ تھا لیکن ان کی آواز بہت بھاری تھی، وہ کسی سے ذرا سی بھی اونچی آواز میں گفتگو کرتے تو لگتا جھگڑ رہے ہیں۔

"بابا میں یہ سامان اوپر لے جاؤں؟" ھادی دور پڑے بیگز کی طرف اشارہ کرتے اٹھا تھا تو سلیم ملک ہنس پڑے۔

"ہاں لے جاؤ اگر اٹھا سکتے ہو تو۔" انہوں نے چیلنگ کیا۔

"چلو آئرہ دیکھتے ہیں کون پہلے لے کے جاتا ہے۔" وہ اسے بھی اپنے ساتھ شامل کر رہا تھا۔

"اوکے۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور عنایہ اور مصعب کو بھی اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"چلو آؤ کام پہ لگ جاؤ اٹھو۔" اس کی بات پہ مصعب، عنایہ اور فصیح تینوں اٹھے تھے۔ صالح اور حسام دونوں وہیں بیٹھے رہے۔

"ضرور بلی۔" مصعب اونچا سا بولتا ایک بیگ اٹھا کے اوپر جا رہا تھا۔

"روکو تم ذرا چھچھوندر کہیں کے۔" وہ بھی بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے لپکی تھی اور گھر کے سب بڑے پیچھے بیٹھے ہنس پڑے تھے۔

ان بچوں کی وجہ سے ہی تو گھروں مین رونک ہوتی ہے نہ، لیکن پھر کیوں کچھ حالات ایسے آتے ہیں کہ گھر کی رونک کو نظر لگ جاتی ہے۔ کیا یہ خوشیاں بھی ہمیشہ رہنے والی تھیں؟ کیا کہیں ایسا ہوتا ہے؟

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

☆☆☆☆☆

کمرے کی سرمئی دیواریں اس وقت روشنیوں سے نہائی ہوئی لگتی تھیں۔ کھڑکی سے آتی دھوپ ہر سو پھیلی تھی۔ دروازے سے اندر کا منظر دیکھو تو ایک طرف ڈبل بیڈ پڑا تھا جس پہ ارحم مرزا اپنا سامان بکھیرے کھڑا تھا، اور پاس کھڑا احماد مرزا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ تم کب تک مجھے ایسے دیکھو گے جیسے ابھی زمین کے اندر دفنانے والے ہو۔"

ارحم صبح سے اپنی چیزیں پیک کر رہا تھا۔ اسد مرزا نے اسے کل رات کو اسلام آباد کے لئے نکلنے کا کہا تھا۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا تم جا رہے ہو؟" حماد اپنی نظروں سے اسے کھا جانے والے انداز میں بولا۔

"مجھے لگا چاچو نے بتا دیا ہو گا۔" وہ بے نیاز سے انداز میں الماری کی طرف گیا۔

www.novelsclubb.com

"بابا مجھے کب بتاتے ہیں کہ تم چاچا بھتیجے کے بیچ کیا چل رہا ہے۔" حماد شکوہ کرتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

"میں نے بابا سے کہہ دیا ہے کہ میں بھی اپنے جنگلی انسان کے ساتھ جاؤں گا۔" اس نے ارحم کو بتایا تو وہ جو بیگز کی زپ بند کر رہا تھا اس کی بات پہ ہاتھوں کی حرکت روکے اسے دیکھنے لگا۔

"اور تم مجھ پر یہ ظلم کیوں کرو گے؟"

"کیونکہ مجھے تم سے پیار ہے" حماد اپنی دلکش مسکراہٹ لئے بولا۔

"او بھائی، میرا مزید دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں۔" اس نے ہاتھ جوڑنے والے انداز میں کہا جس کا حماد پہ ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔

"تجھے یہ شرف میرے مرنے پہ ہی حاصل ہوگا۔" اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

ارحم کا بس نہیں چل رہا تھا یہ بیگ اٹھا کہ اس کے سر پہ دے مارے۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو جانتا ہے نہ اس وقت زہر لگ رہا ہے تو مجھے۔"

"اور تجھے یہ زہر سب سے زیادہ عزیز ہے نہ؟"اس کی بات سن ارحم نے اسے دل ہی دل میں بہت کچھ سنایا۔

تھوڑی ہی دیر میں اس نے بیگ اٹھا کے کمرے کے ایک طرف رکھا اور سامنے بیٹھے حماد کو کمرے سے نکلنے کا اشارہ بھی کیا لیکن حماد اسے نظر انداز کرتا وہیں بستر پہ لمبا پڑ گیا۔

"یہ تو میرے کون سے گناہوں کی سزا بن میرے اوپر مسلط ہو گیا ہے؟"وہ اب کافی ناگواری سے حماد کو دیکھ رہا تھا۔

"وہی جو تو نے دنیا میں آنے سے کیا۔"اس کے پاس تو جیسے ارحم کی ہر بات کا جواب پہلے ہی مجود ہوتا تھا۔ارحم ہار مانتے ہوئے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔حماد مرزا سے جیتنا آسان بات تھوڑی ہے۔

www.novelsclubb.com

"تو مانا کیسے ؟" کافی دیر کی خاموشی کہ بعد اب حماد نے پوچھا تھا، اور اس کی آواز میں اب وہ پہلے والی ہنسی مذاق کا تاثر کہیں نہیں تھا۔ ارحم جو پاس بیٹھا اپنا لیپ ٹاپ چیک کر رہا تھا اس کی آواز پہ خاموش نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے ارحم، تو کیسے مانا؟" اب کی بار اس کی آواز پہلے سے زیادہ سنجیدہ تھی۔ ارحم نے نظریں چرا لیں۔ وہ اس معاملے میں زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا تھا پر حماد تو جیسے آیا ہی اسی لئے تھا۔

"تو جانتا ہے نہ کہ تو ساری دنیا سے جھوٹ بول سکتا ہے یہاں تک کے خود سے بھی پر مجھ سے نہیں۔"

یہ بات وہ دونوں بہت اچھے سے جانتے تھے۔ حماد کہنے کو تو اس کے چاچو کا بیٹا تھا پر دونوں نے بچپن سے ہی ایک دوسرے سے بھائیوں والا پیار کیا ہے۔ اگر ایک کو ذرا سا بھی کچھ ہوتا تھا تو دوسرے کی جان پہ بن آتی تھی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حماد ارحم سے چھے گھنٹے بڑا تھا۔دونوں کی پیدائش ایک ہی روز ایک ہی ہسپتال میں ہوئی تھی۔حماد کی پیدائش کے فوراً بعد ہی سکینہ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی تو وہ بھی ساتھ ہی ایڈمٹ ہو گئیں اور پھر پورے چھ گھنٹے بعد ارحم ہشام مرزا نے آنکھ کھولی تھی۔سب کا ماننا تھا کہ ارحم سے حماد کا اکیلے آنا برداشت نہیں ہوا۔

اپنے کھلونوں سے لے کر اپنے خوابوں تک ہر چیز انہوں نے شئیر کی تھی۔وہ ایک دوسرے کے سچے رازدار تھے۔ان کی ہر خوشی ایک دوسرے سے جڑی ہوتی تھی۔ بہت سی قربانیاں تھی جو ایک دوسرے کے لئے دی گئی تھیں پر مجال ہے جو کسی نے کبھی اُف بھی کی ہو۔

www.novelsclubb.com

ایسا پیار جو سگے بھائیوں میں بھی دیکھنے کو نہیں ملتا وہ ارحم اور حماد میں تھا،اور آج بھی ارحم ہر کسی سے اپنی تکلیف چھپا سکتا تھا لیکن حماد سے نہیں۔

"اب میں آخری دفعہ پوچھوں گا،کیسے مانا تو؟"اور ارحم جانتا تھا وہ مزید جھوٹ نہیں بول سکتا۔

"میں نہیں جانتا حماد۔۔۔میں بس۔۔۔میں بہت تھک گیا ہوں۔"اس نے آخری جملہ حماد کو دیکھتے ہوئے کہا۔اس کی آواز زمانے بھر کی تھکان تھی اور اس کی نظرین بالکل ویران۔اس کے سامنے بیٹھے اس شخص کو دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ یہ ارحم ہشام مرزا تھا۔اس کا وہ بھائی جو ہمیشہ اس سے دو قدم آگے رہا تھا۔اس کا وہ بھائی جو دل اور ماغ دونوں پہ مہارت حاصل رکھتا تھا۔یہ وہ ارحم تھا جو دوسروں کو انگلیوں پہ چلانے کا ہنر جانتا تھا۔جس کے پاس ہر مشکل،ہر مصیبت کا حل پہلے ہی ہوتا تھا۔وہ ارحم جسے ڈر اور خوف جیسی کیفیت کا پتہ ہی نہیں تھا۔جو اپنے آج میں جیتا تھا،جسے نا ماضی سے غرض تھی نا مستقبل کی فکر۔لیکن کیا یہ سچ میں وہی ارحم تھا؟

"سب جانتے ہیں ارحم تمہارا کوئی قصور نہیں تھا میرے بھائی،تو کیوں خود کو اتنی اذیت دے رہا ہے؟"بہت بار بولے جانے والی بات حماد نے دوبارہ کہی تھی ایک ٹوٹی ہوئی امید کے ساتھ۔

ارحم جواب میں تلخی سے ہنس دیا اور اس ہنسی سے حماد کا دل اور اداس ہو گیا۔

"کاش۔۔۔"اس کے باقی سارے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

"ہاں صحیح کہہ رہے ہو کاش، کاش میں تیرے ساتھ ہوتا تو آج تجھے ایسے تکلیف میں دیکھ کر میرا وجود زخمی نہ ہوتا۔"

"حماد تو..."اس نے کچھ کہنا چاہا تو حماد نے فوراً روک دیا۔

"ارحم ہشام مرزا۔"وہ جب سنجیدہ ہوتا تو لوگوں کو ان کے پورے نام سے بلاتا تھا۔

"خود پہ نہ صحیح مجھ پہ ہی ترس کھالو۔ تمہیں پتا ہے تمہیں ایسے دیکھ کر مجھ پہ کیا گزرتی ہے؟ میں نے زندگی میں ایک بار بس ایک بار تجھے اکیلا چھوڑا تھا اور آج تک پچھتا رہا ہوں۔"

ارحم اس کی بات پہ لاجواب سا ہو گیا۔وہ جانتا تھا حماد بھی کہیں نا کہیں خود کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"پر اب ایسا نہیں ہوگا۔ حماد اسد مرزا اپنی غلطیوں سے سیکھنا جانتا ہے۔" اس کی آواز میں ایک عزم تھا اور ارحم نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

"اچھا؟ تو اپنی غلطیوں سے سیکھتا ہے؟" حماد نے ہاں میں سر کو جنبش دی۔

"پھر میرے ائرپوڈز جو تو کوئی پانچھویں دفع اپنی غلطی کی وجہ سے خراب کر چکا ہے اس کا کیا؟"

ارحم کی بادامی آنکھوں میں شرارت تھی جسے دیکھ کر حماد دل کھول کر ہنسا تھا۔ ہنستے ہوئے اس کی سیاہ آنکھوں میں عجیب سی چمک آجایا کرتی تھی جسے دیکھ کر ارحم کے دل کو ڈھیروں سکون ملتا تھا۔ کہا تھا نہ دونوں کی خوشی ایک دوسرے سے جڑی ہے۔

☆☆☆☆☆

"تم کیسے جا سکتے ہو؟"ارحم رات گئے صفیہ کے کمرے میں آیا تھا اور انہیں اپنے جانے کا بتانے لگا جب صفیہ کو اس کی بات پہ جھٹکا لگا۔

"دادی مجھے جانا تو ہے ہی۔"

"نہیں ارحم بیٹا، یہی تمہارا گھر ہے۔ واپس مت جاؤ۔"

"میں جانتا ہوں دادی پر ویسے بھی میری مائیگریشن ادھر کی بیزنیس یونیورسٹی میں ہو چکی ہے۔ میں نا گیا تو پڑھائی کا حرج ہو گا۔"اس نے اب پڑھائی کے نام پہ انہیں منانا چاہا۔

"لیکن ارحم۔۔"وہ مطمئن نہیں ہو رہی تھیں۔ان کا پوتا ایسے واپس کیسے جا سکتا تھا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ میں روز آپ کو کال کروں گا اور چاچو نے میرے لئے الگ سے فلیٹ لیا ہے، میں وہاں رہوں گا۔"

"تو تم ادھر نہیں جاؤ گے ؟" ان کا اشارہ ہشام کے گھر کی طرف تھا۔

"نہیں میں وہاں نہیں جاؤں گا۔"

"اور تم اپنا خیال بھی رکھو گے ؟" وہ اب اپنی تسلی کرنا چاہ رہی تھیں۔

"جی دادی میں اپنا خیال رکھوں گا۔"

"مجھے روز کال کرنا۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑے اب اسے نصیحتیں کر رہی تھیں جسے وہ تحمل سے سن رہا تھا۔

"دن میں دو دفع۔" اس نے یقین دہانی کروائی۔

"زیادہ الٹی سیدھی چیزیں مت کھانا اور کسی بھی چیز کی زیادہ ٹینشن مت لینا۔" بے شک وہ اس بات سے ذرا مطمئن ہوئی تھیں کے وہ ہشام کے گھر نہیں جا رہا لیکن ایک فکر انہیں لاحق تھی۔

www.novelsclubb.com

"جی جی دادی، آپ پریشان مت ہوں۔ بچا نہیں ہوں میں۔" آخری فقرہ اس نے ذرا خفگی سے کہا تو صفیہ کے چہرے کے تاثر نرم پڑے۔

"مجھے پتہ ہے پر مجھے فکر تو رہے گی نہ۔" انہوں نے پیار سے اس کے بالوں پہ ہاتھ پھیرا۔

"جانتا ہوں پر مجھ پر بھروسہ کریں۔ سب ٹھیک ہو گا۔" اس نے ان سے زیادہ خود کو تسلی دی۔

وہ جہاں جا رہا تھا وہیں سے اس کی زندگی کے سارے بھیانک خواب جڑے تھے۔ اس نے اپنے وجود کا ایک حصہ آج سے تین سال پہلے وہاں ایک حادثے میں کھویا تھا اور اس کے بعد اسے اس شہر سے نفرت ہو گئی تھی۔ لیکن زندگی بھی عجیب کھیل کھیلتی ہے۔ آپ جس چیز سے خود کو بچانا چاہتے ہو وہ اسی کو آپ کے سامنے لا کھڑا کرتی ہے۔

اس بار وہ اسلام آباد میں کیا کھونے جا رہا تھا؟ یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا۔

☆☆☆☆☆

(جاری ہے)

اگلی قسط: ۱۵ فروری ۲۰۱۴

www.novelsclubb.com